نمبر ۴۱ | مورخہ ۱۹ ر نومبر سنہ ۱۹۲۹ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۶ ر جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضورؑ نے ۱۵۔ نومبر خطبہ جمعہ سالانہ جلسہ کے اخراجات فراہم کرنے کے متعلق فرمایا۔

۱۴۔ نومبر لاہور کے مختلف کالجوں کے احمدی طلباء جن کی تعداد ۷۰ کے قریب تھی۔ قادیان آئے۔ اور ۱۵۔ نومبر بعد نماز عصر حضرت نواب صاحب کے باغ میں ان کی طرف سے مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سماٹرا اور اُن کے ساتھ آنے والے احمدی اصحاب سماٹرا کو گارڈن پارٹی دی گئی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بھی تشریف لے گئے۔ بہت سے مقامی اصحاب کو بھی مدعو کیا گیا تھا اکل و شرب کے بعد طلباء کی طرف سے مولوی عبد السلام صاحب عمر خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے زبانی ایک مختصر سی تقریر کی۔ جس میں مولوی رحمت علی صاحب اور سماٹرا کے اصحاب کی آمد پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا دعوت قبول فرمانے پر شکریہ

ادا کرتے ہوئے درخواست کی۔ کہ نوجوانوں کو اپنے نصائح سے مستفید فرمائیں۔ اور دعا کریں۔ خدا تعالےٰ انہیں خادم دین بنائے۔

اس کے بعد مولوی رحمت علی صاحب نے تقریر کی۔ اور اپنی عزت افزائی کے متعلق نوجوانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ انہیں تبلیغ میں جو کامیابی ہوئی ہے۔ وہ محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

آخر میں حضورؑ نے تقریر فرمائی۔ جس میں مولوی رحمت علی صاحب اور دوسرے مبلغین کی دینی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ان کی کامیابی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ثابت کیا۔ پھر نوجوانوں کو دینی خدمات میں پوری سرگرمی سے حصہ لینے کی نصیحت فرمائی۔

رات کو آٹھ بجے کے قریب ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں کالجوں کے طلباء کے لئے جناب مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان نے انگریزی میں اور جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال۔ اور شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے اردو میں تقریریں کیں۔

طلباء کالج کی ٹیم کا ۱۵۔ نومبر احمدیہ یونین کلب قادیان سے ہاکی اور والی بال کا میچ ہوا۔ جس میں احمدیہ یونین کلب جیت گیا۔

اسی دن ہائی سکول سے کالجیٹ طلباء کی ٹیم کا والی بال کا میچ ہوا۔ جس میں کالج ٹیم جیت گئی۔

۱۶۔ نومبر کو کرکٹ میچ ہوا۔ جس میں کالجیٹ طلباء کی ٹیم سے جنٹلمین ٹیم قادیان جیت گئی۔ اسی طرح فٹ بال کے میچ میں مدرسہ احمدیہ کی ٹیم اس سے جیت گئی۔

۱۶۔ نومبر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ نے سب طلباء کو قصر خلافت میں دعوت طعام دی۔

پی۔ سی۔ ہیلے صاحب انچارج لوکل باڈیز ضلع گورداسپور نے سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان کا ۱۵ و ۱۶۔ تاریخ معائنہ کیا۔ صاحب موصوف ۱۵۔ کی شام کو احمدیہ یونین کلب کے ایک ہاکی میچ میں شریک ہوئے۔

مولوی اللہ دتا صاحب مولوی۔ فاضل جالندھری ۱۵۔ نومبر کو نکودر۔ اور مولوی عبد الاحد صاحب مولوی فاضل ہری گوبند پور بھیجے گئے۔

جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ۱۳۔ نومبر سے رخصت پر ہیں۔ ان کے قائمقام حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب مقرر ہوئے ہیں۔

سے ظاہری ترقی عیسائیت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ عیسائیت کو چھوڑ کر کی ہے

سالانہ جلسہ پر زنانہ دستکاری کی نمائش

امید ہے۔ کہ نمائش کے پہلے اعلان کے مطابق ہماری احمدی خواتین اپنی دستکاری کی اشیاء تیار کرنے میں سرگرمی سے مشغول ہوں گی۔ خصوصاً تمام مقامی لجنہ اماءاللہ کی ممبرات اپنے اس فرض کو ادا کرنے کے لئے پورے طور پر تیاری کریں گی۔ اس نمائش دستکاری میں علاوہ احمدی عورتوں کے دوسری بہنیں بھی حصہ لے سکتی ہیں۔ اور ان کی ارسال کردہ اشیاء بڑی خوشی سے نمائش میں رکھی جائیں گی۔ امید ہے۔ کہ وُہ اس انعامی مقابلہ میں حصہ لینے کی فرو گذاشت سعی کریں گی۔ اس کے لئے ہر ایک احمدی بہن اور ہر مقامی لجنہ اماءاللہ کی ممبرات کا فرض ہے کہ اپنی اپنی جگہ جہاں کہیں ان کا میل ملاپ ہو۔ اس کی تحریک کریں۔

انعامات کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ہر قسم کی دستکاری کے لئے علیحدہ علیحدہ اول و دوم انعام ہونگے۔ اول انعام سلور میڈل اور دوم انعام کتاب یا اور کوئی چیز۔ اس کے علاوہ جو بہن ہر قسم کی دستکاری میں اوّل رہیں گی۔ ان کو گولڈ میڈل۔ دوم رہنے والی کے لئے سلور میڈل۔ اور سوم رہنے والی کے لئے کوئی مفید کتاب یا کوئی اور چیز بطور انعام دی جائے گی۔ واپسی اشیاء نمائش جلسہ کے بعد کی جائے گی۔ نمائش جلسہ سے دو دن پہلے شروع ہو گی۔ اور دو دن بعد تک رہے گی۔ دَوران نمائش میں دو دن چند گھنٹے مردوں کے لئے بھی مخصوص ہونگے۔ نمائش گاہ میں داخلہ کے لئے ٹکٹ ہوگا۔ نمائش دیکھنے والی خواتین اور کارکنان نمائش کی آسانی کے لئے خاص انتظام ہوگا۔ اور ایک وقت میں معین تعداد میں ٹکٹ دیئے جائیں گے۔ نمائش گاہ میں دس دس خواتین باری باری داخل ہونگی۔ اشیاء نمائش دس دسمبر تک پہونچ جانی چاہئیں۔ کیونکہ ۱۵- دسمبر کو خواتین کا ایک خاص اجلاس انعامی مقابلہ کے لئے منعقد ہوگا۔

لجنہ اماءاللہ قادیان نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہر ایک مقامی لجنہ اماءاللہ اور دیگر صاحب حیثیت احمدی خواتین اس انعامی فنڈ میں حصہ لیں لجنہ اماءاللہ امرتسر نے تین سلور میڈل دینے کا وعدہ کیا ہے جزاھا اللہ احسن الجزاء۔ دیگر مقامی لجنہ اماءاللہ بھی اس طرف توجہ کریں۔

اشیاء نمائش بنام سکرٹری صاحبہ لجنہ اماءاللہ قادیان محترمہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ ارسال ہوں۔

عزیزہ رضیہ منتظمہ نمائش قادیان

حِصّہ وصیّت کی ادائگی کی تحریک

اکتوبر۔ نومبر میں جن مخلصین نے اپنی وصیت کا کل روپیہ یا اس کا کوئی جزو داخل کیا ہے۔ ان کے نام شکریہ کے ساتھ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان سب مخلصین کی قربانی قبول فرمائے۔ نیز دوسرے احباب کو بھی چاہیئے۔ کہ وُہ بھی اپنی زندگی میں حصہ وصیت کی قیمت یا جس صورت میں بھی وُہ حصہ وصیت دے سکیں۔ دے دیں۔ اگر جملہ احباب کرام اس رنگ میں اپنے فرائض ادا کرنے کی فکر میں لگ جائیں۔ تو خدا کے فضل سے بہت جلد کامیابی حاصل ہو گی۔

ذیل میں ایسے موصیوں کی فہرست درج کی جاتی ہے:-

(۱) امینہ بی بی صاحبہ زوجہ میاں روشن الدین صاحب پنڈی چری نے حصہ وصیت ۱/۳ قیمتی مالقعہ ۱۴۰ داخل کیا (۲) رضیہ بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری کمال الدین صاحب ساکن ملا حال مردان ۱/۳ حصہ قیمتی ۵۰۰ داخل کیا (۳) سید احمد حسن صاحب ہرمی منٹگمری نے ۱۲۶۰ کا ۱/۳ حصہ ۲۶۰ (۴) مہین بی بی صاحبہ بیوہ حافظ محمد حسن صاحب قادیان ۱۸۲۳ کا ۱/۵ حصہ (۵) مولوی جان محمد صاحب ڈسکوی ۱۶۱۴ جزو (۶) میاں علی بخش صاحب رہتاس ۳۸۵ (۷) حاجی بیگم صاحبہ وصیت کا ۱/۳ حصہ (۸) چوہدری محمد اکرم خان صاحب نمبردار چک ۹ جیوہ ضلع شیخوپورہ ۲۴۸۴ جزو (۹) چوہدری رحیم بخش صاحب زمیندار چک جیوہ ضلع شیخوپورہ ۱۷۲۱ جزو (۱۰) چوہدری کرم الٰہی صاحب کرم پورہ ۲۱۶۹ ضلع شیخوپورہ جزو (۱۱) چوہدری اکبر علی صاحب ۲۱۴۲ جبوکے ضلع گجرات جزو (۱۲) حفیظن بی بی صاحبہ قادیان ۲۰۰۶ نقد یکان قیمتی رہن در رہن واقعہ قادیان بمعاہدہ (۱۳) شیخ تاج محمد صاحب چنیوٹ

سکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

سالانہ جلسہ کے اخراجات کی فراہمی

جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء کے انعقاد میں بہت تھوڑا عرصہ رہ گیا ہے۔ لیکن انتظامات کے لحاظ سے بہت بڑا کام باقی ہے۔ اور وُہ بخوبی سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ جب تک ساری جماعت اس میں حصہ نہ لے۔

سالانہ جلسہ پر ۱۵- اور ۲۰ ہزار روپیہ کے درمیان خرچ آتا ہے۔ پہلے جلسہ کے موقعہ پر چندہ کی تحریک کرکے اخراجات جلسہ کا ایک بڑا حصہ وصول کرلیا جاتا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ سے جیسا کہ احباب کرام کو معلوم ہے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر کسی قسم کے چندہ کی کوئی تحریک نہیں کی جاتی۔ اور نہ کچھ وصول کیا جاتا ہے۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرنے والی جماعت کے جلسہ کی شان کے تو یہی شایان ہے۔ کہ اس کا ایک ایک لمحہ معارف وحقائق کے بیان کرنے۔ دنیا کی مذہبی اور ملکی اصلاح کی تجاویز پیش کرنے اور اپنی تعلیم و تربیت کے متعلق غور وخوض کرنے پر صرف ہو۔ لیکن اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جلسہ کے اخراجات قبل از جلسہ نہایت فراخ دلی سے مہیا کر دیئے جائیں۔ پس احباب کو چاہیئے۔ اس طرف بہت جلد توجہ فرمائیں۔ اور اپنے اپنے ہاں سے سالانہ جلسہ کے اخراجات فراہم کرکے مرکز میں ارسال کر دیں۔

انجمن احمدیہ پٹیالہ کا سالانہ جلسہ

انجمن احمدیہ پٹیالہ کا سالانہ جلسہ ۹- تا ۱۱- نومبر منعقد ہوا۔ نابھہ۔ بسنور۔ سامانہ۔ راجپورہ خان پور۔ سرہند۔ بیرور وغیرہ سے بھی احباب تشریف لائے تھے۔ حاضرین کی تعداد خاصی تھی۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔ شہر میں بذریعہ منادی اور دستی اشتہاروں کے علاوہ معززین شہر کے نام پچاس کے قریب خطوط روانہ کئے گئے تھے۔ رات کے آٹھ بجے سے ۱۱ بجے تک تین روز متواتر تقریریں ہوئیں۔ مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل مولوی محمد صادق صاحب۔ مولوی نواب خاں صاحب ثاقب نے تقریریں کیں۔ خدا کے فضل سے یہ جلسہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بخیریت تمام ختم ہوا۔

راقم محمد حسین احمدی سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ پٹیالہ

علاقہ یو۔پی کا دورہ

علاقہ یو۔ پی کی جماعتوں کے دورہ کے لئے بابو محمد عثمان صاحب لکھنوی سے خط وکتابت کے بعد مولوی ظہور حسین صاحب کو بھیجا گیا ہے۔ جو ۱۰- نومبر کو لکھنؤ پہنچ گئے ہیں۔ لیکن کچھ علیل ہیں۔ انشاء اللہ صحت ہونے پر وُہ دورہ شروع کرینگے۔ یو۔ پی کے جو احباب انہیں اپنے ہاں بلانا چاہیں۔ وہ بابو محمد عثمان صاحب احمدی (رحمت منزل احاطہ خادم فقیر محمد خان لکھنؤ) سے خط وکتابت کریں۔ اور لکھیں۔ کہ وُہ کس غرض کے لئے اور کتنے دنوں کے لئے بلانا چاہتے ہیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

کانگریسی ہندوؤں کی طرف سے ادائگی نماز میں روک

چند ہی دن ہوئے۔ جب کانگریس کے ایک جلسہ میں مولوی ظفر علی صاحب کو۔ باوجود صدر قرار دینے کے خلاف تہذیب حرکات کے ذریعہ مجبور کر دیا گیا تھا۔ کہ وہ جلسہ سے اٹھکر چلے جائیں۔ تو اس "حادثہ عظیمہ" کے متعلق آنسو بہانے کے لئے بالفاظ "زمیندار" "لاہور میں ایک نہایت ہی اہم جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں "آقائے ظفر علی خان کی بصیرت افروز تقریر" بھی ہوئی۔ اور انہوں نے کانگریس کے ساتھ اپنے تعلقات مزید استوار کرتے ہوئے کہا:۔

"حکومت یہ نہ سمجھ لے۔ کہ ہم کانگریس سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ ہم کانگریس کو یقیناً کامیاب بنائیں گے۔ اور کانگریس سے بزور اپنے مطالبات منظور کرائیں گے"!

اس کے ساتھ ہی "بزور" کو مثال کے ذریعہ واضح کرتے ہوئے آپ نے کہا تھا:۔

"اگر کانگریس کے اجلاس میں عصر کی نماز کا وقت آجائے تو میں کانگریس کو مجبور کرونگا۔ کہ وہ نماز کے لئے اجلاس ملتوی کردے" (زمیندار ۲۷۔ اکتوبر)

معلوم نہیں۔ مولوی صاحب نے کس امید اور کس بھروسے پر یہ کہا تھا۔ اور ایسے وقت کہا تھا جبکہ کانگریسیوں نے ان کے ساتھ نہایت تنگدلانہ اور خلاف تہذیب سلوک کیا تھا۔ آپ بمبئی پراونشل کانگریس کمیٹی کے سالانہ عام جلسے کے متعلق جو اطلاع شائع ہوئی ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ کانگریسی ہندوؤں کے نزدیک مسلمانوں کا فریضۂ نماز بھی کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اور وہ ان کی اتنی سی بات ماننے کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے۔ کہ ادائگی نماز کے لئے چند منٹ کانگریس کی کارروائی ملتوی کر دیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا اطلاع مظہر ہے۔ کہ ۷۔ نومبر بمبئی پراونشل کانگریس کمیٹی کے عام سالانہ جلسہ میں مسٹر جمنا داس مہتہ کے صدر منتخب ہونے کے بعد نائب صدر اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے لئے نمائندوں کا تقرر عمل میں آیا۔ دوران کارروائی میں مسلمان ارکان نے نماز ادا کرنے کے لئے تحریک التوا پیش کی لیکن ایوان نے اسے مسترد کر دیا۔ جس پر اکثر مسلمان بطور احتجاج اٹھ کر چلے گئے۔

جب ایک پراونشل کانگریس کے معمولی اجلاس میں نماز ادا کرنے کے لئے تحریک التوا کا یہ حشر ہو سکتا ہے تو آل انڈیا کانگریس میں اس سے جو سلوک ہوگا۔ وہ ظاہر ہے۔ اور اگر کانگریسی مسلمانوں نے کبھی اس کا تجربہ کرنا چاہا۔ تو انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہاں بھی ان کی اس آرزو کا کیا انجام ہوتا ہے۔

نہایت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے۔ کہ کانگریسی ہندوؤں کا بھی جو دیانندیوں اور مہاسبھائیوں کی نسبت زیادہ آزاد خیال اور مسلمانوں کے ساتھ رواداری کا برتاؤ کرنے کے مدعی ہیں۔ اس وقت جبکہ ابھی مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملائے رکھنا حصول مقصد کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ حال ہے۔ تو جب سارے اختیارات ان کے قبضہ میں آجائیں گے۔ اس وقت وہ کیا کچھ نہ کریں گے؟

فریضۂ نماز کی ادائگی کے لئے کسی جلسہ کا چند منٹ کے لئے التوا کوئی ایسی بات نہیں جس سے آسمان ٹوٹ پڑنے کا خطرہ ہو۔ بلکہ نہایت ہی معمولی مطالبہ ہے۔ اور ہر حال میں منظور کرنے کے قابل ہے۔ مگر جو لوگ مذہبی لحاظ سے اتنی سی رواداری کی بھی ضرورت نہ سمجھیں۔ ان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ مسلمانوں کو اپنے دیگر مذہبی فرائض کی ادائگی میں آزاد رہنے دینگے۔ اور اپنے طریق عمل سے ان کے لئے مشکلات پیدا نہ کریں گے۔

اسی قسم کے سلوک اور واقعات کی وجہ سے مسلمان اس بات کے لئے مجبور ہیں۔ کہ اپنے ملکی اور مذہبی حقوق کے متعلق قبل اس کے اطمینان حاصل کرلیں۔ کہ ہندوستان میں ہندوؤں کو مزید اقتدار حاصل ہو۔ اور ہندوؤں کی اگر مسلمانوں کے متعلق نیت صاف ہو۔ تو ان کے لئے اس قسم کا اطمینان دلانا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ لیکن ہندو اپنی طاقت اور کثرت کے گھمنڈ میں نہ صرف اس کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس کے خلاف مواد فراہم کرتے رہتے ہیں۔

ان حالات میں صاف طور پر کہنا پڑتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں۔ کہ وہ سوراجیہ حاصل ہونے تک ہندوؤں کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چلتے جائیں۔ اور اپنے حقوق کا ذکر تک زبان پر نہ لائیں۔ جب سوراجیہ حاصل ہو جائے گا۔ تو وہ بائیں ہاتھ سے مسلمانوں کے مطالبات ہندوؤں سے منظور کرالیں گے۔ سخت غلطی کر رہے ہیں۔ اگر موجودہ حالت میں ہندو مسلمانوں کے متعلق اپنی ذہنیت کی تبدیلی کا ثبوت نہیں پیش کر سکتے۔ جبکہ انہیں ابھی کام نکالنا ہے۔ تو مطلب نکل جانے اور صاحب اقتدار ہو جانے کی صورت میں مسلمان کس طرح ان کی ذہنیت تبدیل کر سکیں گے۔

کاش ہندو مسلمانوں کو اس قدر گیا گذرا نہ سمجھتے۔ کہ ان کے معمولی سے معمولی مطالبات کو بھی جن میں ان کا کوئی نقصان نہیں ٹھکرا دیتے۔ بلکہ ان کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے ان سے ہمدردانہ برتاؤ کرتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اس قسم کا احساس کسی قوم میں خود بخود پیدا نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ پیدا کرانے سے پیدا ہوتا ہے۔ مسلمان جب تک یہ نکتہ نہ سمجھیں گے۔ اس وقت تک اپنے حقوق: خواہ وہ ملکی ہوں۔ یا ملی۔ محفوظ نہیں رکھ سکیں گے۔

اسلام اور عیسائیت میں مساوات کی تعلیم

اسلام نے ہر قوم و ملک کے رہنے والوں کو بلحاظ انسانیت جو یکساں حقوق عطا کئے ہیں۔ ان کی نظیر اور کہیں نہیں مل سکتی۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں جب دنیا میں تہذیب اور روشن خیالی نام کو بھی نہ تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہؓ بن زید کو جو ایک غلام زادہ تھے۔ عساکر اسلامی کا سپہ سالار مقرر کیا اور دیگر جلیل القدر صحابہ کو ان کے ماتحت رکھا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ کی شادی جو قریش جیسی معزز قوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور جن کا حضور علیہ السلام سے رشتۂ قرابت بھی تھا۔ ایک غلام سے کی۔ غرض تاریخ اسلام ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس جہالت اور تاریکی کے زمانہ میں اسلام نے عملاً دنیا کو سکھایا۔ کہ سب انسان یکساں معزز ہیں۔

آج یورپ کو اپنی تہذیب پر ناز ہے۔ اور عیسائی مبلغین پسماندہ اقوام کی حمایت و حفاظت ان کے ذہنی ارتقاء اور انہیں انسانی حقوق دلانے کی آڑ میں بکثرت عیسائی بنانے چلے جا رہے ہیں لیکن کیا یورپ بایں دعوائے تہذیب و تمدن انہیں (اسلامی حقوق تو خیر بڑی بات ہے) - عام انسانی حقوق بھی عطا کرنے کے لئے تیار ہے۔ اس کا اندازہ اس ایک مثال سے ہو سکتا ہے جو ولائیتی اخبارات کے ذریعہ ہم تک پہونچی ہے:۔

ماہ گذشتہ میں ایک امریکن کروڑپتی جو تعلیم یافتہ۔ متمدن اور ایک با اثر امریکن اخبار کا مالک ہے لیکن نسلاً حبشی ہے۔ اپنی سفید فام بیوی کے ساتھ سیاحت یورپ کے لئے آیا۔ اور ایک ہوٹل میں اقامت گزین ہوا۔ مالکان ہوٹل کو جب اس کی قومیت کا علم ہوا۔ تو انہوں نے اسے اخراج کا حکم دے دیا۔ اس پر وہ تین مختلف ہوٹلوں میں قیام پذیر ہونے کے لئے گیا۔ لیکن کسی نے اسے پاس تک نہیں پھٹکنے دیا۔

کیا اس واقعہ سے یہ امر پایۂ ثبوت تک نہیں پہونچتا۔ کہ آج سے چودہ صدیاں قبل اسلام نے مساوات کی جو تعلیم دنیا کو دی۔ یورپ آج اس قدر ترقی کرنے کے باوجود اس منزل کے قریب بھی نہیں پہونچ سکا۔ اور اس وقت تک کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔ جب تک اسلام کا حلقہ بگوش نہ ہوگا۔ مگر افسوس ہے۔ ان لوگوں پر جو اپنی جہالت کی وجہ سے عیسائی اقوام کی ظاہری شان و شوکت کو دیکھکر عیسائیت میں اپنی ترقیات تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ خود عیسائیوں نے ظاہری ترقی عیسائیت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ عیسائیت کو چھوڑ کر کی ہے۔

گوشت کا اثر صحت پر

پچھلے دنوں ڈاکٹر مونجے نے جہلم اور جالندھر کے ملٹری اسکولوں کا معائنہ کیا۔ تو ان پر سب سے زیادہ جس بات نے اثر کیا۔ وہ یہ تھی۔ کہ "جہلم اسکول کے مسلمان لڑکوں کی صحت جالندھر کے اسکول کے ہندو لڑکوں کی صحت سے کہیں بہتر تھی۔ اگرچہ دونوں اقوام کے لڑکوں کا طرز رہائش یکساں ہے۔ اور دونوں ہی کی پرورش ایک سی فضا میں ہوتی ہے۔ علاوہ بریں وہ لوگ ہندوستان کی جنگجو اقوام کے لڑکے ہیں"۔

ڈاکٹر صاحب نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ "جہلم کے اسکول کے لڑکوں کو روزانہ ایک مرتبہ اور بعض دن دونوں مرتبہ بکری کا گوشت دیا جاتا ہے۔ لیکن برخلاف اس کے جالندھر اسکول کے لڑکوں کو ہفتہ میں صرف ایک ہی مرتبہ گوشت دیا جاتا ہے"۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ رائے دی ہے۔ کہ

"باورچی خانوں کے قریب مرغیوں کے باڑے بنائیں۔ اس طریقہ سے لڑکوں کو بلا خرچ کئے گوشت اور انڈے دستیاب ہو سکیں گے"۔ (ٹریبیون ۱۴۔ نومبر)

اگرچہ ڈاکٹر صاحب نے مسلمان لڑکوں کی صحت میں بمقابلہ ہندو لڑکوں کے گوشت خوری کی وجہ سے نمایاں فرق دیکھکر صرف مرغی اور انڈے کھانے کی تلقین کی۔ اور اس بات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ کہ مسلمان مرغی اور انڈوں کے علاوہ اور بھی کئی قسم کا گوشت استعمال کرتے ہیں۔ اور جب تک ان کی پوری پوری تقلید نہ کی جائے گی۔ اس وقت تک ان کی سی صحت بھی حاصل نہیں ہو سکے گی تاہم انہوں نے ہندوؤں کو گوشت خوری کا فائدہ بتا دیا ہے اور چاٹ لگانے کیلئے مرغی اور انڈے کیطرف توجہ دلائی ہے۔ اگر مرغی اور انڈے کھانے سے ہندو دھرم کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ تو اس سے آگے قدم بڑھانے میں بھی کوئی حرج نہ ہوگا۔ اور وہ دن دور نہیں۔ جبکہ وہ لوگ جو آج مسلمانوں کی گوشت خوری میں طرح طرح سے روکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ خود گوشت استعمال کرنے سے دریغ نہ کریں گے ✦

مورتیوں کی پرستش کیلئے اچھوتوں کی جدوجہد

اچھوت اقوام کے لوگ ہندوؤں کے اس دعوے کی صداقت معلوم کرنے کے لیے کہ وہ انہیں مذہبی اور مجلسی حقوق دینے کے لیے تیار ہیں۔ بعض مقامات کے مندروں میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اور کچھ ہندو ان کی تائید بھی کر رہے ہیں۔ لیکن مندروں پر قابو یافتہ لوگ قطعاً یہ برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ اچھوت مندروں کے پاس بھی پھٹکیں۔ چنانچہ بمبئی کے مندروں کے ٹرسٹیوں نے ایک اعلان شایع کیا ہے جس میں لکھا ہے:۔

"دیوتا کی پوجا صرف ٹرسٹیوں کا مقرر کردہ پوجاری ہی کر سکتا ہے۔ کوئی دوسرا شخص مورتیوں کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ مندر کے ٹرسٹی کسی بھی اچھوت کے مندر میں داخل ہونے کا حق تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر کسی اچھوت نے اس میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ یا کسی شخص نے اچھوت کو ایسا کرنے کے لیے امداد کیا۔ تو وہ دونوں مداخلت بیجا کے لئے سرکاری سزا کے مستوجب ہونگے"۔ (ٹریبیون ۱۴۔ نومبر)

دیوتا کی پوجا کے لئے مندر میں داخلہ کو مداخلت بے جا قرار دینا ایک حیرت انگیز امر ہے۔ لیکن یہ حیرت اس وقت دُور ہو جاتی ہے۔ جب "دیوتاؤں کی مورتیوں" کی حقیقت معلوم ہو جائے مورتیاں پتھر یا دھات کے ٹکڑے بت ہوتے ہیں۔ اور انہیں قیمتاً خرید کر مندروں میں رکھا جاتا ہے۔ پس جو لوگ ان کی قیمت خرچ کرتے ہیں یا خریدنیوالوں کے قائمقام بنتے ہیں وہ قانونی لحاظ سے ہر طرح حق رکھتے ہیں۔ کہ انہیں ذاتی ملکیت قرار دے کر جسے چاہیں۔ ہاتھ لگانے دیں۔ اور جسے چاہیں۔ روک دیں۔ اچھوت اور ان کے حامی خواہ مخواہ اس میں مداخلت کر رہے ہیں۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر اچھوتوں کو دیوتاؤں کی مورتیوں کی پرستش کئے بغیر چین نہیں آتا۔ تو وہ کیوں اسی قسم کی مورتیاں خود نہیں خرید لیتے۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ اور ان کی خریداری کے وقت یہ بات ضرور مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کہ جو مورتی چند ٹکے خرچ کر کے بازار سے خریدی جاسکتی ہے وہ کچھ بھی فائدہ نہیں پہونچا سکتی۔ اگر یہ معمولی سی بات وہ سمجھ لیں۔ تو انہیں مندروں میں داخل ہونے کے لیے جدوجہد کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے ✦

سانڈرس کا قتل اور علم الدین کی لاش

ہندوؤں کی کوتہ بینی اور تنگدلی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ ایک ہی قسم کے واقعات کو ایک نظر سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ ان میں سے جو امر ان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اسے اور رنگ میں دکھاتے ہیں۔ اور جو دوسروں سے متعلق ہو۔ اسے اور طریق سے پیش کرتے ہیں۔ اس کی تازہ مثال ذیل کی سطور میں پیش کی جاتی ہے:۔

مسٹر سانڈرس کے قاتلوں کی حمایت کرتا ہوا "ملاپ" ۸ نومبر لکھتا ہے:۔

"ہمارا دعوٰے ہے۔ کہ اگر لالہ لاجپت رائے جی پر لاٹھیاں برسانے والے پولیس افسروں کو قرار واقعی سزا دے دی جاتی۔ تو مسٹر سانڈرس کا قتل نہ ہوتا۔ اس لئے مسٹر سانڈرس کے قتل کی ذمہ واری زیادہ تر یا تو لاٹھیاں برسانے والوں پر ہے۔ یا ان حکام پر جنہوں نے لاٹھی بازوں کو سزائیں نہ دیں"۔

لیکن یہی "ملاپ" اپنے اسی صفحہ پر جس پر اُس نے مندرجہ بالا الفاظ درج کئے ہیں۔ میاں علم الدین کی لاش کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"چاہئے لاش کا جلوس نکالنے سے کوئی بد امنی نہ ہو۔ تو بھی اس کی اجازت نہیں ملنی چاہیئے۔ مذہبی جنون کو تباہ کرنے کے لئے ایسے مظاہروں کا خاتمہ از بس ضروری ہے"۔

حالانکہ جس اصل کے ماتحت "ملاپ" نے مسٹر سانڈرس کے قتل کی ذمہ واری لالہ لاجپت رائے پر لاٹھیاں برسانے والوں یا ان حکام پر ڈالی ہے۔ جنہوں نے لاٹھی بازوں کو سزائیں نہ دیں اسی اصل کے ماتحت اسے راجپال کے قتل کی ذمہ واری اس پر ڈالنی چاہیئے تھی۔ جس نے اس کی بدزبانی کی اسے قرار واقعی سزا نہ دی۔ بلکہ بری کر دیا۔ یا پھر خود راجپال کو اپنے قتل کا ذمہ وار بتانا چاہیئے تھا۔ جس نے کروڑوں انسانوں کے محبوب کی شان میں بدزبانی کی۔ لیکن دیانندی ذہنیت سے مجبور ہو کر ملاپ ایک طرف تو سانڈرس کے قاتلوں کی حمایت کر رہا ہے۔ اور دوسری طرف علم الدین کی لاش تک سے عداوت اور دشمنی کا اظہار کر رہا ہے۔ کاش ان لوگوں میں کچھ بھی انصاف کا مادہ ہو ✦

جدید ساہوکارہ بل

اگست ۲۹ء میں حکومت پنجاب نے جدید ساہوکارہ بل کا مسودہ ایک مجلس منتخبہ کے سپرد کیا تھا۔ کہ وہ اس کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کرے۔ اب یہ مسودہ اس مجلس سے واپس آچکا ہے۔ اس میں کوئی اہم تبدیلی نہیں کی گئی۔ البتہ اتنا اضافہ کیا گیا ہے کہ بڑے بڑے زمیندار جو اپنے مزارعین کو روپیہ قرض دیتے ہیں ان کو بھی اس قانون کی پابندی کے لئے مکلف قرار دیا گیا ہے

ڈاکٹر نارنگ اور لالہ موہن لال بھی مجلس منتخبہ کے ممبر تھے جنہوں نے اس بل کی مخالفت کی ہے۔ اس کے برعکس زمیندار ممبران کی طرف سے کوشش کی گئی ہے کہ تعزیری دفعات کو زیادہ سنگین بنا دیا جائے ✦

ہندو ممبروں سے جو سرمایہ دار قوم سے تعلق رکھتے ہیں سوائے اس کے توقع ہی نہیں تھی، کہ وہ اس بل کی مخالفت کریں گے لیکن مخالفت کی جو بنا انہوں نے قرار دی ہے وہ نہایت بودی ہونے کے علاوہ بے حد مضحکہ خیز بھی ہے۔ ہندو ممبر فرماتے ہیں۔ اس بل کی وجہ سے فرقہ وارانہ جذبات پیدا ہونگے۔ اس لئے اس کا نفاذ نہیں ہونا چاہیئے ✦

ہندوستان کے اندر مذہب۔ تمدن اور معاشرت کا شاید ہی کوئی ایسا پہلو ہو جس میں ہندو اور مسلمان متحد نظر آتے ہوں۔ وگرنہ ہر بات دوسرے سے مختلف ہے۔ ایسی شدید فرقہ پرستی کی موجودگی میں معلوم نہیں۔ صرف اس بل کی مخالفت قوم پرستی کے اصول پر کیوں ضروری سمجھی گئی ہے۔ اگر پہلے کھانے پینے۔ رہنے سہنے اور دیگر انسانی تعلقات میں سے فرقہ وارانہ ذہنیت کو مٹا لیا جاتا۔ تو پھر بے شک اس بل کے خلاف یہ بات پیش کر دی جاتی۔ لیکن موجودہ صورت میں جب کہ بات بات میں فرقہ وارانہ جذبات کار فرما ہیں۔ اس کی مخالفت غریب زمینداروں کی دشمنی پر ہی محمول کی جا سکتی ہے ✦ اور ہم تو کہتے ہیں۔ ساہوکارہ بل کو فرقہ وارانہ تحریک قرار دینا غلط بیانی بھی ہے۔ کیونکہ اس کا اطلاق کسی خاص فرقہ کے ساہوکاروں پر نہیں ہوگا۔ بلکہ ساہوکارہ کرنے والا خواہ ہندو ہو یا مسلمان سب پر عائد ہوگا ✦

تعلیم نسواں اور مسلمان

ہر ایک بہی خواہ ملت اس بات پر اظہار مسرت کرے گا۔ کہ مسلمانان ہند میں تعلیم نسواں کا سوال یوماً فیوماً اہمیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔ ہر سٹیج۔ ہر پلیٹ فارم پر اس کی ضرورت کا اعتراف کیا جاتا ہے۔ ہر لیڈر اس کے متعلق اپنی پوری توجہ کا ثبوت دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور قریباً تمام اسلامی پریس اس کی تائید میں ہے۔ بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد ہو رہی ہیں۔ نہایت پرجوش خطبات پڑھے جاتے اور ہنگامہ خیز تقریریں کی جاتی ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ تا حال زبانی جمع خرچ سے تجاوز نہیں کر سکا۔

اس کے مقابلہ میں برادران ہنود نے باوجود پہلے ہی تعلیمی لحاظ سے کافی طور پر ترقی یافتہ ہونے کے عرصہ سے جالندھر میں ایک "کنیا مہا ودیالہ" قائم کر رکھا ہے۔ جس میں سینکڑوں لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں۔ اس انتظام کے عظیم الشان ہونے کا ایک ادنےٰ ثبوت یہ ہے۔ کہ اس درسگاہ کا رقبہ ۳۵ ایکڑ ہے۔ جس کے ساتھ ہی ہوسٹل بھی ہے۔ طالبات کو ہندی زبان میں حساب۔ تاریخ جغرافیہ۔ موسیقی۔ نقشہ کشی۔ مصوری۔ امور خانہ داری۔ باغبانی کاتنے سینے پرونے۔ بننے اور کھانا پکانے کی عملی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور قوم میں شوق کا یہ عالم ہے۔ کہ ہر سال داخلہ کی سینکڑوں درخواستیں عدم گنجائش کی وجہ سے مسترد کرنی پڑتی ہیں۔ اس درسگاہ پر ہندو قوم چار لاکھ روپیہ خرچ کر چکی ہے۔ اور حال میں پانچ لاکھ کے مستقل سرمایہ کی ضرورت کا اعلان کیا گیا ہے۔ جس میں سے ودیالہ کی باہمت منتظمہ اعلیٰ (پرنسپل) نے ایک لاکھ روپیہ کی فراہمی کا خود ذمہ لیا ہے۔ چنانچہ وہ ۶۵ ہزار جمع بھی کر چکی ہیں۔

اس ضمن میں سوائے اس کے کہ یہ مثال مسلمانوں کے سامنے سبق کے لئے پیش کر دی جائے۔ اور کیا کہا جا سکتا ہے خصوصاً اس صورت میں کہ تعلیم نسواں کی اہمیت کا اعتراف وہ بڑے زور سے کر رہے ہیں ؟

آریوں کو گائے کا دودھ پینے کا حق نہیں

آریہ گزٹ ۲ ر نومبر ۱۹۲۹ء میں مہاشہ خوشحال چند ایڈیٹر "ملاپ" کا صدارتی ایڈریس چھپا ہے۔ اس میں ایک وید منتر کی تشریح کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔ کہ

"ہر ایک بچہ جو اپنی ماتا کے پیٹ سے جنم لیتا ہے۔ چاہے وہ کتنا کمزور یا بدشکل ہو۔ اس ماتا کے دودھ کا وہی بچہ ادھیکاری ہے"

اگر آریوں کے نزدیک وید کے کسی منتر کا یہ مفہوم صحیح ہے تو پھر گائے بھینس کا دودھ پینے کا انہیں کیا حق ہے۔ وہ کیوں ان کے بچوں کو بھوکا رکھکر خود دودھ پیتے اور مزے اڑاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جس بات کو آریوں کا دل چاہے۔ اس کے خلاف خواہ وید فتویٰ دیں۔ یا رشی دیانند شور مچائیں۔ کر گذرتے ہیں اور کسی کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ گائے بھینس کا دودھ پینے کے متعلق بھی انکا یہی رویہ ہے۔

اشارات

"قادیان کی طرح فاضلکا میں بھی جب مذبحہ کھولنے کی مسلمانوں نے اجازت حاصل کی۔ تو ہندوؤں نے بے حد شور مچایا۔ کئی دن تک ہڑتال رکھی۔ اور کمشنر صاحب حلقہ جالندھر کے ہاں نظر ثانی کی درخواست دی۔ لیکن جب کمشنر صاحب نے بھی اس میں دست اندازی نہ کی۔ اور فاضلکا کی مسلمان آبادی کا حق قرار دیا۔ کہ مذبح جاری کرے۔ اور مذبح جاری ہو گیا۔ تو ہندوؤں میں سے ایک شخص نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں ڈپٹی کمشنر فیروزپور کو سانڈرس کی طرح قتل کرنے کی دھمکی دی گئی۔ اب یہ شخص جس پر امرتسر میں چوری اور دہلی میں امانت میں خیانت کے الزام بھی لگائے گئے تھے۔ زیر دفعہ ۱۰۹ تعزیرات ہند ایک سال کے لئے ۵۰۰ روپیہ کی نیک چلنی کی ضمانت نہ دینے کی وجہ سے ایک سال کے لئے فیروزپور کے جیل میں بھیجدیا گیا ہے۔

دیانندی اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ یہ کوئی معمولی انسان نہ تھا۔ بلکہ "سوامی گھوشانند جی" تھے۔ اگر ایک دیانندی سوامی کی یہی شان ہے۔ کہ وہ چوری اور امانت میں خیانت کے الزامات میں گرفتار ہو۔ اور ایک حاکم اعلیٰ کو قتل کی دھمکی دے۔ تو گھوشانند فی الواقعہ سوامی ہیں۔ لیکن جن لوگوں کے سوامی ایسے لوگ ہوں۔ انہیں میاں علم الدین کو ایک فتنہ پرداز کے قتل کی وجہ سے "غازی" کہنے والوں پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔

مذبح قادیان کے متعلق ہندوؤں کی درخواست نظر ثانی پر کمشنر صاحب لاہور نے جو فیصلہ دیا ہے۔ اسے "ملاپ" ۱۰ ر نومبر نے تو "قادیان اور اس کے گرد و نواح میں گئو کشی کی سخت ممانعت کر دی گئی" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ لیکن گورو گھنٹال (۹ ر نومبر) لکھتا ہے۔

"مذبح کے خلاف ہندوؤں کی جو اپیل کمشنر لاہور کے ہاں دائر تھی۔ وہ نامنظور ہو گئی۔ اور اب عنقریب وہاں (قادیان میں) مذبح بننے والا ہے۔ جو ہندو اس پہلو میں گوشت خور انگریز افسروں سے کوئی امید رکھتے ہیں۔ وہ سخت بے وقوف ہیں"

ایک ہی فیصلہ کے متعلق دو دیانندی اخبارات کے بیان میں اس قدر تضاد اگرچہ حیرت انگیز ہے۔ اور "گورو گھنٹال" کے نزدیک "ملاپ" انہی ہندوؤں میں سے ہے۔ جو "سخت بے وقوف ہیں"

لیکن ہم اس بارے میں اپنی طرف سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ البتہ اس کے متعلق ایک اور دیانندی اخبار کی رائے پیش کر دیتے ہیں۔

اخبار پرکاش (۱۰ ر نومبر) لکھتا ہے۔

"قادیان میں بوچڑ خانہ کی اجازت کے خلاف ہندوؤں اور سکھوں نے جو اپیل کمشنر کی عدالت میں دائر کر رکھا تھا۔ وہ خارج کر دیا گیا ہے"

کیوں خارج کر دیا گیا ہے۔ "پرکاش" اسکی وجہ یہ قرار دیتا ہے۔ کہ "گورنمنٹ نے قادیانی دھمکیوں کے سامنے سر جھکا کر اپنی مسلم نوازی کا ایک اور ثبوت پیش کیا ہے"

اس کے متعلق اول تو ہم کہتے ہیں۔ "پرکاش" اپنے بھائی بند "ملاپ" سے پوچھ لے۔ اگر کمشنر نے اپنے فیصلہ میں قادیان اور اس کے گرد و نواح میں گئو کشی کی ممانعت کر دی ہے۔ تو یہ قادیانی دھمکیوں کے سامنے سر جھکا کر مسلم نوازی کا ایک اور ثبوت پیش کیا ہے۔ یا دیانندیوں کی خاطر مسلمانوں کو ان کے ایک مذہبی حق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ دوسرے وہی دیانندی جو ابھی کل مذبح کے الزام میں گرفتار ہونے والوں کے رہا ہونے پر گورنمنٹ برطانیہ کے انصاف کے گیت گا رہے تھے۔ آج اپنے خلاف فیصلہ سمجھ کر اسے "مسلم نوازی کا ثبوت" کیوں کہہ رہے ہیں۔ اب بھی وہی حکومت ہے۔ جس نے انہدام مذبح کے ملزموں کو رہا کر دیا تھا۔

اگر مذبح گرانے والے سارے کے سارے ملزموں کا رہا ہو جانا برطانوی انصاف کا نمونہ ہے۔ تو مذبح کے خلاف ہندوؤں کی اپیل کا مسترد ہو جانا بھی اسی کی ذیل میں آ سکتا ہے لیکن ہم تو کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے ایسے صاف اور واضح حق کے متعلق کمشنر صاحب نے خواہ مخواہ ایسے پیچیدہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ جہاں "گورو گھنٹال" اور "پرکاش" فیصلہ کو اپنے خلاف سمجھ رہے ہیں۔ وہاں "ملاپ" اپنے حق میں بتا رہا ہے۔ اس ساری پیچیدگی کی وجہ سوائے ہندوؤں کے شور و شر اور فتنہ انگیزی کے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ اور ہم بھی کہہ سکتے ہیں۔ گورنمنٹ نے دیانندیوں کی دھمکیوں کے سامنے سر جھکا کر اپنی ہندو نوازی کا ایک اور ثبوت دیا ہے۔ ورنہ بات بالکل صاف تھی۔ اور اس کا صاف ہی فیصلہ بھی ہونا چاہئے تھا۔

گائے کشی مسلمانوں کا مذہبی حق ہے۔ اور گورنمنٹ کا فرض ہے کہ شوریدہ سروں کی دھمکیوں سے مرعوب ہو کر اس حق کے دینے میں لیت و لعل نہ کرے کہ اس سے مسلمانوں اور انصاف کی سخت حق تلفی ہوگی

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۰ر نومبر بعد نماز ظہر

مسئلہ کفر و اسلام

غیر مبایعین کے متعلق ذکر پر فرمایا۔ ان لوگوں کا مقابلہ ہر جگہ پوری طرح کرنا چاہیئے۔ یہ چونکہ کفر و اسلام کے مسئلہ پر غیر احمدیوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ اس لئے اسی موضوع پر ان سے مناظرے کرنے چاہئیں۔ اور پبلک کو سمجھانا چاہیئے۔ کہ ہم دونو فریق حضرت مرزا صاحب کو ماننے کے مدعی ہیں۔ آپ لوگ صرف یہ دیکھیں کہ حضرت مرزا صاحب نے جو تعلیم پیش کی ہے اس کے مطابق ہم حق پر ہیں۔ یا یہ فریق حضرت مسیح موعود کے ماننے والوں کا فرض ہے کہ جس طرح انہوں نے کوئی بات پیش کی ہے۔ اسی طرح مانیں۔ مگر آپ دیکھیں۔ کہ آیا یہ لوگ اس دعوے میں سچے ہیں کہ ہم مبایعین حضرت مرزا صاحب کی تعلیم کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ یا یہ آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔ اور خود حضرت مرزا صاحب کے خلاف چلتے ہیں۔

غیر احمدیوں کو تبلیغ

پھر فرمایا۔ غیر احمدیوں کو بھی اچھی طرح تبلیغ کرنی چاہیئے اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ان کی نجات اسی میں ہے۔ کہ انہیں احمدی بنایا جائے۔ گذشتہ تحریکات سے ظاہر ہوا ہے۔ کہ ان میں سے بعض لوگوں کے دلوں میں حسد بہت ہے بیشک ان میں شریف الطبع لوگ بھی ہیں لیکن اکثر ایسے ہی ہیں جن سے یہ امید نہیں۔ کہ وہ ہماری شرافت سے متاثر ہو جائیں گے۔ یہ ہمیں آگے کر کے فائدہ تو اٹھا لیتے ہیں لیکن جب موقعہ لگے جھٹ مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جلسوں کی میری تحریک پر انہوں نے بھی جھٹ میلاد کی تحریک شروع کر دی۔ اور اگرچہ ہم نے ان میں شامل ہونیکے لئے آمادگی کا اظہار کر دیا تھا۔ لیکن انہوں نے سب فرقوں کو بلایا۔ مگر ہمیں دعوت نہ دی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں تعصب کس قدر ہے۔

اگرچہ یہ لوگ محسوس تو کرتے ہیں کہ ہم مفید کام کر رہے ہیں اور ہم سے فائدہ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے بتایا۔ دہلی میں جب نہرو رپورٹ کے متعلق مسلمانوں کی کانفرنس ہوئی۔ تو بڑے بڑے لیڈر میرا نہرو رپورٹ پر تبصرہ مانگ کر پڑھنے کے لئے لے گئے اور اس طرح بحث کے لئے تیاری کی لیکن حسد بھی بہت کرتے ہیں یہ حالت صرف پنجاب میں ہے۔ بنگال میں نہیں۔ حکیم ابو طاہر صاحب نے بتایا۔ بنگال کے لوگ ہماری خوبیوں کا صاف طور پر اعتراف کر لیتے ہیں۔ اسکی ایک وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ بنگال میں چونکہ ہماری جماعت کی تعداد تھوڑی ہے۔ اس لئے وہاں حسد نہیں گو یہاں بعض علاقوں میں حسد ہے اور تعصب نہیں۔ اور بعض میں تعصب ہے حسد نہیں۔ پنجاب میں اب تعصب تو نہیں باتیں تو ہماری سن لیتے ہیں لیکن حسد ہے کہ کہیں یہ لوگ ہماری جگہ نہ لے لیں۔ اس لئے جب ہم پبلک میں آگے آنے لگیں تو مخالفت کرتے ہیں۔

بعد نماز عصر

شامی نوجوان

دو شامی نوجوانوں کے متعلق جو حال ہی میں آئے ہیں۔ جب یہ عرض کیا گیا۔ کہ انہوں نے کراچی اُتر کر قادیان کا صحیح تلفظ ادا نہ کرتے ہوئے جب لوگوں سے پتہ پوچھا۔ تو کسی نے انہیں بمبئی کے قریب کلیان پور بتایا۔ اس وجہ سے انہیں بمبئی جانا پڑا اور پھر وہاں سے یہاں آئے ہیں۔ حضور نے فرمایا عربوں میں سفر کی عادت بہت ہے۔ وہ سفر کے لئے بہت دلیر ہوتے ہیں۔ انہوں نے بہت حد تک ترقی بھی اسی عادت کے باعث کی تھی۔ ترقیات صرف وہی اقوام کر سکتی ہیں جنہیں سفر سے عار نہو۔

شاردا ایکٹ کی حمایت میں ٹریکٹ

شاردا ایکٹ کی تائید میں ایک شخص نے حال میں ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے۔ یہ دلیل کہ بعض اوقات انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ اپنی چھوٹی لڑکی کا عقد نکاح اپنی موجودگی میں کر جائے۔ مثلاً ایک شخص بستر مرگ پر پڑا ہے اور صاحب جائداد ہے۔ اور اسے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی لڑکی کی شادی کر جائے۔ اور جائداد اور لڑکی کی جائداد کو محفوظ کر جائے غلط ہے۔ کیونکہ اس کا علاج یہ ہو سکتا ہے کہ جائداد کا انتظام جن شخصوں کے سپرد کرنا مطلوب ہو۔ انکی حفاظت میں ہی لڑکی دیدی جائے۔ تاکہ جب لڑکی بالغ ہو۔ اس کا نکاح ہو سکے یہ امر جب حضور کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو فرمایا جائداد اور انسانی زندگی کو ایک ہی جیسا خیال کرنا غلطی ہے۔ جائداد کا کیا ہے۔ اگر ضائع بھی ہو جائے تو کوئی ایسی بات نہیں۔ آج گئی تو کل اور مل سکتی ہے لیکن انسانی جان بہت قیمتی ہے اسکی جائداد سے کوئی نسبت نہیں پھر ہم یہ تو نہیں کہتے۔ کہ لڑکی کو چھوٹی عمر میں نکاح کر کے رخصت بھی کر دیا جائے بلکہ یہ کہتے ہیں۔ کہ عورتوں کو خلع کا حق بھی ملنا چاہیئے۔ تاکہ بڑی ہو کر لڑکی اگر چاہے تو علیحدہ ہو جائے حضرت عائشہ رضؓ کی عمر نکاح کے وقت سولہ سال ہونے کے ذکر پر فرمایا۔ لکھنؤ کی طرف کے ایک مولوی صاحب نے ۲۶ء میں ایک ٹریکٹ اس کے متعلق لکھا تھا جس میں بہت تحقیقات سے سولہ سال عمر قرار دی تھی۔ اور اس حدیث کے لحاظ سے جس پر انہوں نے استدلال کی بنیاد رکھی ہے ان کا نتیجہ بھی صحیح ہے لیکن اور حدیثوں اور واقعات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اگر آپ کی بیوگی کا زمانہ اور وفات کے وقت عمر وغیرہ باتوں کو ملایا جائے۔ تو شادی کے وقت کی عمر گیارہ ساڑھے گیارہ سال ہی بنتی ہے۔ نو سال تو کسی طرح بھی نہیں بنتی۔ سوائے اس کے کہ بعض احادیث میں نو سال کا لفظ آ گیا ہے۔ تاریخی جوڑ ملانے سے ۱۱-۱/۲ ۱۱ سال بنتی ہے۔ اس ٹریکٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر حضرت عائشہ رضؓ کو نکاح کے وقت نابالغ بھی مان لیا جائے تو یہ نابالغی کی شادی کے لئے سند نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ واقعہ مکہ کا ہے اور شادی کے لئے بلوغت یا رضامندی باہمی یا انتخاب زوجین کی سب آیات مدنی ہیں۔

حضور نے فرمایا۔ سوال تو یہ ہے کہ نابالغی کی شادی ظلم ہے یا نہیں۔ اگر ظلم ہوتا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواہ آیات نازل نہ ہی ہوئی ہوتیں اسے کبھی جائز نہ رکھتے۔

قرارت بالجہر والسّر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جب کشمیر سے واپس تشریف لاتے وقت جموں قیام فرمایا۔ تو حضور سے ایک صاحب نے سوال کیا:-

قرارت بالجہر والسر میں کیا حکمت ہے۔ کیا وجہ ہے دن کی نمازوں میں قرارت مخفی پڑھی جاتی ہے۔ اور رات کی نمازوں میں بالجہر۔

حضور نے فرمایا۔ اس کا ظاہری جواب تو یہ ہے کہ دن کے وقت شور ہوتا ہے اور طبیعتوں میں سکون نہیں ہوتا اس لئے خدا کے کلام سنانے سے جو غرض ہوتی ہے کہ دلوں میں رقت پیدا ہو۔ اور خدا کا جلال سامنے آ جائے وہ اچھی طرح پوری نہیں ہو سکتی۔ اس لئے دن کی نمازوں میں قرارت بالجہر نہیں ہوتی۔ رات کی نمازوں میں قرارت بالجہر کی یہی حکمت ہے کہ اس وقت خموشی کا عالم ہوتا ہے طبیعتیں سکون اور اطمینان میں ہوتی ہیں خدا کا کلام سن کر رقت پیدا ہوتی ہے۔ خدا کا کلام تو دن کو پڑھا جائے یا رات کو ہر وقت اثر پیدا کرتا ہے۔ مگر انسانوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک ہی بات ایک وقت کچھ اثر رکھتی ہے اور دوسرے وقت میں کچھ اور کسی نے یہ سچ کہا ہے

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد

اس کے علاوہ اس کا روحانی جواب بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ جب تاریکی کا زمانہ ہو۔ اس وقت خوب بلند آواز سے خدا تعالیٰ کے نام کی اشاعت ہونی چاہیئے۔ اور روشنی کے زمانہ میں اگر کم بھی ہو تو بھی کام چل جاتا ہے۔

ہم خرما و ہم ثواب

اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانیوالے اصحاب سے خطاب

ہماری جماعت کا جائز طور پر یہ دعویٰ ہے کہ ہم ایک منظم جماعت ہیں۔ ہمیں خدا نے ایک ایسا واجب الاطاعت امام دیا ہے۔ جو دن رات ہماری بہتری کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ اور ہمیں یہ فخر حاصل ہے کہ آج دنیا میں کسی جگہ بھی کوئی ایسا مبارک وجود نہیں پایا جاتا جو ہمارے امام کی طرح اپنی جماعت کی ہر قسم کی ترقی کا خواہاں رہتا ہو۔ مگر افسوس ہے۔ ابھی تک بعض لوگ عملی رنگ میں اس بابرکت انتظام سے پوری طرح فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ بہت سے کام ہیں جو دوست متفرق طور پر اپنی انفرادی ضرورت اور پسند کے مطابق کرتے ہیں لیکن اگر وہی کام ایک اجتماعی رنگ میں کئے جائیں۔ تو نہ صرف انکی ذات اور ان کے خاندان کے لئے مفید ہوں بلکہ جماعت کے لئے بھی مفید ہو جائیں۔ مثلاً بچوں کی تعلیم کے سوال پر اگر غور کیا جائے تو ہر شخص اپنے بچہ کو اپنی طبیعت کے مطابق تعلیم دلا لیتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ اس کا حق ہے۔ جس طرح وہ چاہے کرے لیکن اگر وہ ایسے امور کا فیصلہ کرتے وقت نظارت تعلیم و تربیت سے بھی مشورہ کر لیا کرے تو بہت ممکن ہے کہ بغیر کسی مزید بار اور تکلیف کے وہ سلسلہ کی بھی (جس کا فائدہ درحصل افراد جماعت کا ہی فائدہ ہے) مفید خدمت سرانجام دے سکے۔

جیسا کہ میں اعلان کر چکا ہوں نظارت ہذا اس کوشش میں ہے کہ علمی رنگ میں بعض ایسے اصول دریافت کئے جائیں جن سے ایک بچہ کی ذہنی قابلیت اور طبیعت کے رجحان کا پتہ لگ جائے۔ اور اس کی تعلیم اس کے مطابق کرائی جائے۔ اس کے علاوہ سلسلہ کی ضروریات اور فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ یہ اعلان کیا جائے کہ تمام ایسے دوست جو اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے کے خواہشمند ہیں۔ اور اس کے جملہ اخراجات خود برداشت کر سکتے ہیں۔ نظارت تعلیم و تربیت کو اپنے ارادے سے ابھی سے اطلاع دیں۔ تا انہیں سلسلہ کی ضروریات اور فوائد کے ماتحت مناسب اور ضروری مشورہ دیا جا سکے۔ موجودہ صورت میں ذی ثروت احباب اپنے بچوں کو مثلاً ولایت بھیج کر اپنے طور پر جو چاہیں۔ تعلیم دلاتے ہیں حالانکہ بہت ممکن ہے۔ کہ اس طرح ایک ہی کام کے لئے کئی آدمی تیار ہو جائیں۔ اور بعض دوسرے کام جو نہایت ہی مفید اور ضروری ہوں۔ یونہی رہ جائیں۔

پس اگر تمام حالات پر غور کر کے مناسب رنگ میں ایک تقسیم عمل کر دی جائے تو میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ انفرادی لحاظ سے کسی طالب علم کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہوگا۔ اور جس طرح وہ خود اپنے خرچ پر اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اعلےٰ ملازمت تلاش کر سکتا ہے۔ اسی طرح اب بھی ہوگا فرق صرف یہ ہو جائے گا کہ ان کے ذاتی مفاد کے ساتھ ساتھ ملت کا بھی فائدہ ہوتا چلا جائے گا۔ اور اخلاقی رنگ میں ایک طرح جماعت کا مشترکہ فرض بھی ہوگا۔ کہ ایسا شخص اپنے کام میں کامیاب ہو جائے۔ گویا ساری جماعت اس کی پشت پر ہو گی۔ کیونکہ وہ ساری جماعت کی مجموعی ضروریات کو پورا کرنے والا ہوگا۔ اور اس طرح وہ جماعت کی دعاؤں کا بھی خاص طور پر مستحق ہوگا۔ اور دنیا کے ساتھ اسے دینی ثواب بھی مفت مل جائے گا۔

پس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے منشاء کے ماتحت تمام ایسے ذی استطاعت احباب سے جو اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلا کر اعلیٰ عہدوں پر ممتاز کرانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ یہ امید کرتا ہوں۔ کہ وہ نظارت ہذا کو اپنے اس ارادہ سے ضرور اطلاع دیں گے۔ اور ابھی سے اس کے متعلق نظارت ہذا سے مشورہ لینا شروع کر دیں گے۔ جس قدر جلد اس طرف توجہ کی جائے گی۔ اسی قدر زیادہ فائدہ ہوگا۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

ڈاڑھی رکھنی چاہیئے

ڈاڑھی رکھنے کے متعلق ایک مبسوط مضمون جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے تحریر فرمایا۔ جو رسالہ ریویو اردو میں شائع ہو چکا ہے اگر کسی صاحب کو اسکی ضرورت ہو تو ناظم طبع و اشاعت قادیان سے منگا سکتے ہیں صرف ۸۰ کاپیاں باقی ہیں۔ ایک رسالہ کی قیمت پہلے چار آنہ تھی۔ مگر اب تین آنہ کر دی گئی ہے۔

چونکہ یہ بھی تجویز ہے کہ اس مضمون کو ایک رسالہ کی صورت میں ٭٭ شائع کیا جائے اس لئے دوست جلد اس طرف توجہ کریں اگر یہ ۸۰ کاپیاں بھی دوستوں نے نہ خرید لیں تو میں سمجھ لونگا کہ فی الحال الگ رسالہ طبع کرانیکی ضرورت نہیں۔ ناظر تعلیم و تربیت

اہلحدیث کے "اختلاف" کی حقیقت

اخبار اہلحدیث ۸ ر نومبر میں "مرزا صاحب کے اقوال میں اختلاف" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں "راز حقیقت" صفحہ ۱۳ اور "ایام الصلح" صفحہ ۱۱۴ کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:-

"احقر کے خیال ناقص میں یہ ہر دو اقوال باہم متضاد ہیں جن میں ایک میں خون کا نہ نکلنا۔ اور دوسرے میں بہتا ہوا نظر آنا لکھا ہے"

مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس اختلاف کو وزنی قرار دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت صرف اس قدر ہے کہ ہر دو اقوال میں خون کا نکلنا مذکور ہے۔ راز حقیقت صفحہ ۱۳ پر "خون کا نکلنا" علامت حیات قرار دیا گیا ہے۔ اور ایام الصلح صفحہ ۱۱۴ پر "خون نکلا اور بہتا ہوا" دلیل زندگی بتلائی گئی ہے۔ خون نکلنا اور بہنا متضاد نہیں۔ پس یہ اعتراض سراسر مغالطہ دہی ہے کتاب "راز حقیقت" پہلی دفعہ ۳۰ ر نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع ہوئی۔ اس میں صفحہ ۱۳ پر لفظ "خون کا نکلنا" درج ہے دوسری مرتبہ جون ۱۹۰۴ء میں طبع ہوئی اس میں بھی "خون کا نکلنا" ہی مذکور ہے۔ لیکن تیسری دفعہ (دسمبر ۱۹۲۲ء) جو نسخہ "راز حقیقت" بینجر صاحب بکڈپو کے اہتمام سے شائع ہوا ہے۔ اس میں سہو کاتب سے "خون کا نکلنا" کی بجائے "خون کا نہ نکلنا" لکھا گیا ہے مگر کلام کا سیاق و سباق خود بتا رہا ہے۔ کہ اس جگہ لفظ "نہ" کتابت کی غلطی ہے۔ خصوصاً جبکہ پہلے اور دوسرے ایڈیشن میں لفظ "نہ" موجود نہیں۔ ناظرین غور فرما دیں کہ ایسی کمزور بنیاد پر عمارت قائم کرنا کہاں تک محققین کا شیوہ ہو سکتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے اس مضمون کو "نئی بات" کے عنوان سے درج کیا ہے لیکن درحقیقت یہ محض تنکے کا سہارا ہے۔ اور اس قسم کی کتابت کی غلطیوں پر اعتراضات کو خود اہلحدیث نے "بیچارگی اور درماندگی" کی "بڑی دلیل" قرار دیا ہے ملاحظہ ہو لکھا ہے:-

"لے دے کر دل کا غبار مضمون نویسوں یا کاتبین مضمون کی ان لفظی غلطیوں پر جو سہو و نسیان کا نتیجہ ہو سکتی ہیں نکال دیا جاتا ہے۔ اور یہی ان کی بیچارگی اور درماندگی کی بڑی دلیل ہے" (اہلحدیث یکم نومبر ۲۹ء صفحہ ۷)

سچ ہے یوخذ الرجل باقرارہ۔ احمدیت کے بالمقابل معاندین کا یہ طریق یقیناً ان کی کمزوری و بیچارگی کی دلیل ہے۔ اور اخبار اہلحدیث اس طریق پر بہت زیادہ عمل پیرا ہے۔

خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان

خواتین کو مجلس مشاورت میں حق نمایندگی نہیں ملنا چاہیئے

جامعہ احمدیہ میں خواتین کے حق نمایندگی پر جو مباحثہ ہُوا تھا۔ اس میں حق نمایندگی کی مخالف پارٹی کی طرف سے جس کے لیڈر ظفر محمدؐ صاحب مولوی فاضل تھے اور جسے کمیٹی نے کامیاب قرار دیا حسب ذیل مضمون پڑھا گیا۔

ولو کنت فظًا غلیظ القلب لانفضّوا من حولک فاعف عنہم واستغفر لہم وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین۔ آل عمران ع ۱۷۔

بحث کی ترتیب

معزز حاضرین۔ قبل ازیں کہ ہم اپنے مدعا کو ثابت کریں اس امر کا اظہار کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مسئلہ زیر بحث میں حجت کے طور پر صرف قرآن شریف پیش کیا جا سکتا ہے کہ وہی آخری ہدایت نامہ ہے جو خدائے برتر و توانا کی طرف سے نسل انسانی کی رستگاری کے لئے نازل ہُوا۔ اس کے بعد ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے ارشاد خداوندی کے ماتحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل حجت ہو سکتا ہے۔ پھر اس زمانہ کے ہادی حضرت احمد علیہ السلام کے کلام کو جو بیان شریعت کے لئے مبعوث ہوئے بطور حجت پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی پیش کیا جائے گا۔ وہ محض اپنے دعویٰ کی تائید کے لئے ہوگا۔ خواہ وہ کسی عورت کا قول ہی کیوں نہ ہو۔

زیر بحث مسئلہ

اس کے بعد میں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو مسئلہ زیر بحث ہے۔ وہ یہ نہیں ہے کہ عورتوں سے کوئی مشورہ لیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ یا عورتوں سے "آج دال منگائیں یا گوشت" کہا جا سکتا ہے یا نہیں۔ بلکہ زیر بحث یہ مسئلہ ہے کہ کیا شرعًا اور عقلًا مجلس شوریٰ یعنی کسی اسلامی سلطنت میں خلیفہ وقت کے ماتحت مجلس کی ممبر عورتیں ہو سکتی ہیں یا نہیں پس مابہ النزاع مسئلہ مشورہ مقیدہ بایں قیود ہے نہ کہ مطلق مشورہ اور یہ موضوع ہے جو زیر بحث ہے۔

رسول کریمؐ کا عمل

سو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے شاورھم فی الامر۔ وامرھم شوریٰ بینہم۔ کہ اے رسولؐ جب بھی تجھے کوئی اہم معاملہ درپیش ہو یا کسی سیاسی امر کا طے کرنا منظور ہو تو اپنے صحابہ سے مشورہ کر لیا کر۔ ایسے ہی مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے تمدنی امور کو مشورہ سے طے کر لیا کریں پس ہم کہتے ہیں شاورھم اور امرھم شوریٰ بینھم کی مذکر کی ضمیروں میں عورتیں بھی شامل ہوتیں۔ تو وہ نبی جو عدل و انصاف کے معنوں کی مجسم تفسیر تھا اور جس کی زبان مبارک سے بار بار حُبّبت الیّ النساء کے الفاظ جاری ہوتے۔ اور جس نے عورتوں کو چاہِ ذلت سے نکال کر عزت کے بلند مینار پر کھڑا کر دیا۔ بلکہ انہیں از سرِ نو حیات بخشی۔ سب سے پہلا انسان ہوتا۔ جو عورتوں کو اگر ان کا حق ہوتا تو مردوں کے دوش بدوش اپنی مجلس مشاورت میں بٹھاتا۔ اور علی سررٍ متقابلین کا نظارہ دکھاتا۔ لیکن اس عادل نبی اُمّی فداہ ابی و اُمی کا ایسا نہ کرنا اس بات کی صاف اور بیّن دلیل ہے کہ ضمیر ھم میں عورتیں قطعًا شامل نہیں۔ اس کے علاوہ کسی حدیث کسی تاریخ سے یہ پتہ نہیں چلتا۔ کہ کسی مجلس مشاورت میں اجتماعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا آپؐ کے خلفاء الراشدین المہدیین میں سے کسی ایک نے بھی کسی عورت کو مجلس شوریٰ کا ممبر بنایا ہو۔ حالانکہ مجلس شوریٰ ہمیشہ قائم رہی اور مشورے بھی ہمیشہ ہوتے رہے ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ حضورؐ نے یا حضورؐ کے خلفاء نے بعض اوقات انفرادی طور پر بعض معاملات میں بعض عورتوں سے مشورہ کیا لیکن اس قسم کے مشوروں سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ عورتیں جن سے مشورے لئے گئے تھے۔ وہ مجلس شوریٰ کی ممبر تھیں۔ مثلاً حضرت اُمّ سلمہ کا صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آپ کو مشورہ دینا یہ معنی نہیں رکھتا کہ وہ کانفرنس کی ممبر بن گئی تھیں یہ واقعہ جزئی ہے اور جس بات پر ہم بحث کر رہے ہیں وہ من حیث الاجتماع کلیہ ہے۔ پس اس صورت میں ان دونوں صورتوں کا حکم زمین و آسمان کا فرق رکھتا ہے

مرد اور عورت کا دائرہ عمل مختلف ہے

دوسرا فرمان الٰہی جو اس بارے میں ملتا ہے وہ یہ ہے۔ واللیل اذا یغشیٰ والنھار اذا تجلّیٰ وما خلق الذکر والانثیٰ۔ ان سعیکم لشتّیٰ یعنی جس طرح لیل و نہار کا دائرہ مختلف ہے ایسے ہی ذکر و انثیٰ کا دائرہ عمل بھی مختلف ہے جو کام مردوں کے کرنے کے ہیں۔ وہ عورتوں سے نہیں ہو سکتے۔ اور جو کام عورتوں کے متعلق ہیں انہیں مرد سر انجام نہیں دے سکتے۔ چنانچہ اسکی تشریح خود شارع علیہ السلام نے فرما دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں "الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ۔ فالامام الذی علی الناس راع ھو مسئول عن رعیتہ والرجل راع علی اھل بیتہ وھو مسئول عن رعیتہ۔ والمرأۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وولدہ وھی مسئولۃ عنھم وعبد الرجل راع علی مال سیدہ وھو مسئول عنہ الا فکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ۔ یعنی خبردار تم میں سے ہر ایک کے اپنے اپنے فرائض اور اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں۔ امام اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے کنبے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کے بارے میں پوچھی جائے گی۔ اور غلام اپنے آقا کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ خبردار تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کے متعلقات کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

یہ حدیث صاف صاف بتا رہی ہے کہ مرد کا دائرہ عمل اور ہے اور عورت کا دائرہ عمل اور۔ مرد کا تو یہ کام ہے۔ کہ تدبیر الملک اور تدبیر المنزل کرے اور عورت کا یہ کام ہے کہ خاوند کی اطاعت۔ بچوں کی تربیت اور گھر کی حفاظت کرے پس جب خدا اور اس کے رسول نے ہر دو صنف کا دائرہ عمل علیحدہ علیحدہ بنا دیا ہے۔ تو پھر کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ عورت کو اس کے اپنے دائرہ عمل سے نکال کر مرد کے دائرہ عمل میں لے جائے۔

مرد و عورت کے دائرہ عمل کی علیحدگی کا عقلی ثبوت

میں سمجھتا ہوں عقلًا بھی میرے مدِ مقابل دوست اس حقیقت ثابتہ سے انکار نہیں کریں گے۔ کہ نوع انسان مختلف جنسوں اور مختلف گروہوں میں منقسم ہے۔ اور ہر صنف کے لئے بعض ایسے فرائض و وظائف ہیں جن میں دوسرا گروہ شامل نہیں۔ اور مختلف فرائض کی انجام دہی کے لئے ایک ہی قسم کی دماغی قابلیت اور جسمانی حالت کافی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مختلف گروہوں کے مختلف کاموں کو مدنظر رکھتے ہوئے خدائے برتر و توانا نے داخلی اور خارجی اعضا بھی مختلف ہی ودیعت کئے ہیں۔ نظام عالم میں ہم دنیا کے کاموں کو دو حصوں پر منقسم دیکھتے ہیں اوّل نوع انسان کی حفاظت و تکثیر دوئم ضروریات انسانی کا انتظام اب ہم جب قوائے نسوانی پر غور کرتے ہیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اوّل الذکر وظیفہ خدا نے عورت سے متعلق کیا ہے۔ کیونکہ ہیئت قوائی اور اعضائی سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اس ہستی کے سپرد کونسا کام ہے۔ پس عورت کو اس قسم کے اعضاء اور جسمانی قویٰ عطا کئے گئے۔ جو اس فرض کی ادائیگی کے لئے ضروری ہیں۔ اور دوسرا کام مرد سے متعلق کیا گیا اور اس کو اسی کے مطابق جسمانی اور دماغی قویٰ عطا کئے گئے اور صاف ظاہر ہے کہ عورت کے فرائض ایسے مصروفیت طلب اور محتاج توجہ ہیں کہ عورت کا کشمکش حیات میں مرد کے ساتھ شریک ہونا بغیر اس کے محال ہے کہ وہ اپنے حقیقی فرائض کی سرانجام دہی سے یا تو دست بردار ہو جائے یا پھر اس محال کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ عورت کے قویٰ مرد کے قویٰ سے مضبوط اور توانا ہیں۔ حالانکہ یہ بات بدیہی طور پر

ناممکن ہے۔ کہ وہ ایک تو اپنے وظائف کو کما حقہ سرانجام دے اور پھر ساتھ ہی مرد کے دوش بدوش مرد کے کاموں میں بھی شریک ہو۔

تیسرا فرمان الٰہی جو اس بارے میں موجود ہے وہ یہ ہے۔ کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا۔ یعنی مرد عورتوں کے سرپرست ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر قوائے ذہنیہ ظاہرہ باطنہ کے لحاظ سے ہر رنگ میں فضیلت دی ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ وہ ان پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں ؛

اس آیت شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ عورتیں بہ سبب اس کے کہ وہ ناقصات العقل والدین ہیں۔ اس قابل نہیں ہیں کہ وہ اپنے امور اور مصالح کی خود متکفل ہو سکیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ کوئی کامل العقل والدین ان کا متولی اور سرپرست ہو۔ تا وہ ناقص العقل ہونے کی وجہ سے اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی نہ مار بیٹھیں۔ پس مقام غور ہے۔ کہ وہ عورتیں جو اپنے آپ کو بھی نہیں سنبھال سکتیں۔ وہ دوسروں کی کیا خبر گیری کرینگی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ۔ یعنی وہ قوم جو عورت کے ہاتھ میں عنانِ حکومت دیدے۔ کبھی کامیاب نہیں ہوگی۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دشمن اسلام کے اس اعتراض کے جواب میں کہ اسلام میں عورت کو مرد کے برابر حقوق نہیں دیئے گئے۔ جیسے مرد کو طلاق دینے کا اختیار ہے عورت کو نہیں دیا گیا۔ فرماتے ہیں "اسکے شائد اس کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ عقل کی رو سے مرد اور عورت درجہ میں برابر ہیں۔ تو پھر اس صورت میں طلاق کا اختیار محض مرد کے ہاتھ میں رکھنا بلاشبہ قابل اعتراض ہوگا۔ پس اس اعتراض کا جواب یہی ہے۔ کہ مرد اور عورت درجہ میں ہرگز برابر نہیں دنیا کے قدیم تجربے نے یہی ثابت کیا ہے کہ مرد اپنی جسمانی اور علمی طاقتوں میں عورتوں سے بڑھ کر ہیں۔ اور شاذو نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے"۔ چشمۂ معرفت صفحہ ۲۷۳۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۷۵ میں فرماتے ہیں "جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ مرد عورت پر حکومت کرتا چلا آیا ہے اور مرد کی فطرت کو جس قدر باعتبار کمال قوتوں کے انعام عطا کیا گیا ہے وہ عورتوں کی قوتوں کو عطا نہیں کیا گیا"۔

پھر آگے صفحہ ۲۷۶ پر فرماتے ہیں "اب دیکھو کہ یہ کس قدر انصاف کی بات ہے جیسا کہ اسلام نے یہ پسند نہیں کیا۔ کہ کوئی عورت بغیر ولی کے جو اس کا باپ یا بھائی یا اور کوئی عزیز ہو اپنا نکاح کسی سے کرے۔ ایسا ہی یہ بھی پسند نہیں کیا گیا کہ عورت خود بخود مرد کی طرح اپنے شوہر سے علیحدہ ہو جائے۔ بلکہ جدا ہونے کی حالت میں نکاح سے بھی زیادہ احتیاط کی ہے کہ حاکم وقت کا ذریعہ بھی فرض قرار دیا ہے تا عورت اپنے نقصان عقل کی وجہ سے اپنے تئیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکے" ؛

آگے صفحہ ۲۸۴ پر فرماتے ہیں "جن کو خدا نے برابر نہیں کیا وہ کیونکر برابر ہو جاویں۔ ان کو برابر سمجھنا صریح حماقت ہے"

اب دیکھو۔ اگر اسلام میں مرد اور عورت کے قویٰ میں تفاوت نہ ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عدم مساوات کی وجوہ نہ بیان فرماتے۔ بلکہ فرماتے کہ اے دشمن اسلام تو جھوٹ بولتا ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد میں کوئی فرق رکھا ہے اسلام نے تو دونوں کو مساوی قرار دیا ہے پس حضرت مسیح موعودؑ کے یہ اقوال اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث۔ قرآن شریف کی آیات مردوں کو خوب اچھی طرح سمجھا رہی ہیں کہ اپنے سیاسی امور عورتوں کے سپرد کبھی بھول کر بھی نہ کرنا۔ اگر کرو گے تو اپنے پاؤں پر گویا آپ کلہاڑی چلاؤ گے ؛

گہنوں میں نشوونما پانا

چوتھا فرمان الٰہی عورتوں کے مجلس شوریٰ میں ممبری کے ناقابل ہونے کے متعلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَۃِ وَھُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ۔ یعنی کیا صنف اناث جو گہنوں میں نشوونما پاتی ہے اور فی ذاتہا ناقص ہونے کی وجہ سے حصول کمال و خوبی میں انکی محتاج ہے اور مناظرہ میں بات بھی نہیں کر سکتی میری اولاد ہو سکتی ہے۔ اس آیت کریمہ سے صاف مترشح ہو رہا ہے کہ جو جرأت اور دلیری بوقت خصام خصم کو ساکت کرانے کے لئے ضروری ہے وہ عورت میں مفقود ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس کا دل و دماغ ہی اس قسم کا بنایا ہے۔ جو اس قسم کا ملکہ ہی اپنے اندر نہیں رکھتا کہ وہ امور سیاست کو سرانجام دے سکے۔ سو جو اس قابل نہیں ہے کہ اپنے مافی الضمیر کو کما حقہ ادا کر سکے۔ وہ کسی قوم کی نمائندگی کیا کرے گی ؛

حضرت مسیح موعود کا عمل

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مجلس شوریٰ میں کبھی کسی عورت کو نہیں بلایا۔ مدرسہ احمدیہ بناتے وقت جن ممبران شوریٰ سے آپ نے مشورہ لیا۔ ان میں ایک بھی عورت نہ تھی۔ اور ایسا ہی ہائی سکول کے توڑنے سے متعلق شوریٰ کے موقعہ پر ممبران شوریٰ میں کوئی عورت نہ تھی۔ ایسا ہی آپ نے جب ایک انجمن مقرر کی۔ تو اس میں بھی کسی عورت کو نہ رکھا۔ پس اگر شرعی طور پر عورتوں کا مجلس شوریٰ میں ممبری کا حق ہوتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ام المومنین کو ہی اس کا ممبر بنا دیتے لیکن آپ کا ایسا نہ کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ عورتوں کو یہ حق حاصل نہیں ہے ؛

چند غور طلب امور

عورتوں کے حق نمائندگی پر غور کرتے ہوئے چند امور کو ضرور زیر نظر رکھنا چاہیئے جو یہ ہیں :-

اوّل۔ کیا عورتوں کا اسلامی شریعت کے لحاظ سے حق نمائندگی مجلس شوریٰ ہے یا نہیں اگر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں نہ دیا۔ اگر نہیں تو اب کس طرح مطالبہ کیا جا سکتا ہے ؛

دوم۔ کیا حالات زمانہ نبوی عورتوں کی ممبری فی الشوریٰ کے مقتضی تھے یا نہ تھے۔ اگر تھے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیوں عورتوں کو شوریٰ میں داخل نہ کیا۔ اگر نہ تھے تو کیا اس زمانہ کے حالات مقتضی ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو مطالبہ فضول ہے۔ اگر ہیں تو شارح شریعت محمدیہ یعنی حضرت مسیح موعود نے ان کو کیوں ممبر نہ بنایا ؛

سوم۔ کیا اختلاط النسا بالرجال اسلام میں پسندیدہ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اگر پسندیدہ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے تو کیوں اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ اور اگر پسندیدہ نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ تو اس موقعہ پر کیوں اجازت ہونی چاہیئے ؛

چہارم۔ کیا وہ عورتیں جو مجلس شوریٰ میں شامل ہوں۔ خلیفہ کے انتخاب کے وقت کسی عورت کو خلیفہ منتخب کر سکتی ہیں یا نہیں۔ اگر کر سکتی ہیں تو اس کا کیا ثبوت ہے۔ اور اگر نہیں کر سکتیں اور وہ کر لیں۔ تو پھر اس کے انسداد کا کیا ذریعہ ہوگا ؛

پنجم۔ کیا عورت کو اپنے خاوند کی اطاعت کرنی چاہیئے یا نہیں۔ اگر نہیں۔ تو اس حدیث کے کہ اگر غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا۔ تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں کیا معنے ہیں۔ اور اگر کرنی چاہیئے تو ان عورتوں کے بارے میں کیا طریق اختیار کیا جائے گا۔ جن کے خاوندوں میں سے بعض تو عورت کی ممبری مجلس شوریٰ کے مؤید ہیں۔ اور بعض مخالف۔ یعنی جو موافق ہیں ان کی بیویاں اس قابل نہیں ہیں کہ وہ ممبر بن سکیں۔ اور جو مخالف ہیں انکی بیویاں بیشک اس لائق ہیں کہ ممبر بن سکیں لیکن ان کے خاوند ان کو اجازت نہیں دیتے ؛

ششم۔ کیا اگر عورتیں مجلس شوریٰ میں ممبر نہ بنائی جائیں تو کوئی نقص لازم آئیگا۔ اگر نہیں تو پھر عورتوں کی ممبری کی کیا ضرورت ہے۔ اور اگر آئے گا تو کیا فقط مردانہ کاموں میں یا فقط زنانہ کاموں میں۔ یا مشترک کاموں میں۔ اگر مردانہ اور مشترک کاموں میں نقص لازم آئے گا۔ تو ان کاموں کو مرد بہ نسبت عورتوں کے زیادہ عمدگی سے نباہ سکتے ہیں۔ اور اگر فقط زنانہ کاموں میں نقص لازم آئے گا۔ تو کوئی حیادار عورت ایسی باتوں کو غیر محرم مردوں کے سامنے پیش نہیں کر سکتی ؛

اطلاع

بعض عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ نے موصیوں سے زر وصیت وصول کر کے یہ اطلاع دی ہے کہ سالانہ جلسہ پر لاکر ہم روپیہ داخل کرینگے۔ میں ایسے عہدہ داران کی اطلاع کیلئے اعلان کرتا ہوں۔ کہ جسقدر بھی رقم وصیت وصول ہو۔ وہ روکی نہ جائے۔ بلکہ جسقدر جلد ممکن ہو سکے خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں پوری تفصیل ساتھ بھیجدی جائے جلسہ سالانہ کا انتظار نہ کیا جائے ؛

ایڈیٹر انچیف انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے نام چٹھی

اور

اُس کا جواب

تھوڑا عرصہ ہوا۔ جناب ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ کاکامری۔ یوگنڈا نے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے ایڈیٹر انچیف کو ایک خط کے ذریعہ بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس کا انہیں جواب بھی موصول ہوا۔ اس خط و کتابت کا ترجمہ عام آگاہی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے :۔ (ایڈیٹر)

پیارے جناب

مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی مفید علوم اور دلکش تصاویر والی چودھویں ایڈیشن عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ جو غالباً اسی سال کے آخر میں خریداروں کے نام ارسال کر دی جائے گی۔ میں چونکہ اس کے قبل از اشاعت خریداروں میں سے ہوں۔ اس لئے جناب سے بعض باتوں کے دریافت کرنے اور بعض مفید تجاویز کے پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ یہ تجاویز ان مضامین سے متعلق ہیں۔ جو اس کتاب میں میرے مذہب کے متعلق شائع ہونگے۔

آپ کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ ہم نے ہر مذہب و ملت کے لیڈروں سے اس موجودہ فضا کے متعلق جو مذہبی دنیا میں کشمکش ہونے کی وجہ سے فی زمانہ پیدا ہو رہی ہے۔ مضامین لکھائے ہیں۔ براہ مہربانی مطلع فرمائیں۔ کیا سر ٹامس آرنلڈ نے جو اسلام کے متعلق آپ کے مشیر ہیں۔ اپنے مضمون میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ اور اس کی نشو و نما کے متعلق ذکر کیا ہے۔ یا نہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ نئے برٹانیکا میں تمام انبیاء۔ اولیاء اور ریفارمروں کی زندگیوں اور ان کی تعلیمات کے متعلق مضامین ہوں گے۔ کیا میں معلوم کر سکتا ہوں۔ کہ سر ٹامس آرنلڈ نے اُس مضمون میں حضرت احمدؐ نبی اللہ۔ مسیح موعود علیہ السلام۔ اس زمانہ کے مامور اور مرسل اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زندگی اور آپ کی تعلیم کا ذکر کیا ہے۔ یا نہیں۔

مہربانی کر کے اپنی کتاب میں سے لفظ "محمڈن ازم" کاٹ دیں۔ اور اس کی بجائے لفظ "اسلام" لکھیں کیونکہ "محمڈن ازم" کوئی مذہب نہیں۔ اسی طرح ہمیں برٹانیکا میں بجائے "محمڈن" لکھنے کے "مسلم" لکھیں۔ کیونکہ "مسلم" اور "اسلام" ہی دو لفظ ہیں۔ جن سے ہمیں اور ہمارے مذہب کو ہمارے پیارے اللہ نے قرآن کریم میں پکارا ہے۔

مجھے آپ کے ٹرجیٹ سے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ سر ٹامس آرنلڈ مذہب اسلام کے مضامین کے متعلق آپ کے [illegible] ایڈیٹر ہیں۔ بے شک وہ عربی لٹریچر کے [illegible] فاضل ہیں۔ نیز وہ ایک ایسی شخصیت ہیں۔ جو تعصب سے نسبتاً پاک ہے۔ مجھے یہ معلوم نہیں۔ آیا انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ امام جماعت احمدیہ یا حضورؐ کے نائب امام مسجد لنڈن کی خدمت میں "احمدیت یا حقیقی اسلام" کے متعلق مضمون لکھنے کی درخواست کی ہے۔ یا نہیں۔ مگر بحیثیت ایک مسلمان ہونے اور انسائیکلوپیڈیا کا خریدار ہونے کے میری یہ خواہش ہے۔ کہ انہیں ایسی درخواست کرنی چاہیے تھی۔

عربی لٹریچر کا مطالعہ نامکمل اور غیر مستند ہوتا ہے۔ جب تک کہ قرآن کریم اور احادیث نبیؐ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہ سمجھا جائے۔ میں بوثوق کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ روحانی علوم کے بہت بڑے فاضل ہیں۔ نیز دین اسلام کے متعلق آخری اتھارٹی ہیں۔ جس طرح آپ نے نہایت عقلمندی اور دور اندیشی سے یہودی مذہب کے متعلق مضمون لکھنے کے لئے ویری ریورنڈ جے۔ ایچ۔ ہرٹ۔ چیف ربی یونائیٹڈ۔ ہبریو۔ کانگریگیشن کا نام چنا تھا۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر اسی طرح آپ اسلام کے متعلق مضمون لکھنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ یا حضورؐ کے نائب مقیم لنڈن کی خدمت میں درخواست کرتے۔ صرف اسی صورت میں آپ کا یہ دعوےٰ کہ برٹانیکا کی صحت خوردبینی آلات پیمائش کی طرح ہے۔ اور یہ کہ اس کی اتھارٹی مقابلہ سے بالا ہے۔ بغیر چیلنج ہوئے قائم رہ سکتا ہے (خصوصاً ان مضامین کی صحت کے متعلق جو اسلام سے متعلق ہیں)۔

آپ کا یہ بھی دعوےٰ ہے۔ کہ برٹانیکا کے مضامین صرف اُن علما سے لکھائے گئے ہیں۔ جو کسی خاص فن یا علم کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ کیا میں یہ معلوم کر سکتا ہوں۔ کہ فی زمانہ اسلام کا کسے سب سے زیادہ علم ہے۔ یہ تو یقینی ہے۔ کہ صرف اُسی کو ہو سکتا ہے۔ جو خود مسلمان ہو۔ اور کلام الٰہی کو بخوبی سمجھتا اور اپنی زندگی اس کی تعلیم کے مطابق گذارتا ہو۔

پھر یہ بھی بڑے طمطراق سے کہا جاتا ہے۔ کہ اگر انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا حوالہ کسی بات کے متعلق دے دیا جائے۔ تو تمام دلائل کو واپس لے لینا چاہیئے۔ یہ ایک بہت بڑا دعوےٰ ہے۔ اور بے شک ان علوم کے متعلق سچا ہے۔ جو کہ سائنس۔ طب۔ آرٹ۔ گانا۔ کھیل ناچ وغیرہ کے متعلق انسائیکلوپیڈیا میں درج ہونگے۔ مگر مجھے شک ہے کہ اسلام کے متعلق جو مضامین اس میں درج ہونگے۔ ان پر بھی یہ دعویٰ صادق آئیگا کیونکہ اسلام کے متعلق اس میں لکھنے والا ہمارے نزدیک اتھارٹی نہیں ہے۔

فرض کرو۔ اگر سر ٹامس آرنلڈ نے (باوجود اپنی اعلےٰ اور کثیر عربی لٹریچر کے علم کی دولت کے) انسائیکلوپیڈیا میں (جیسا کہ اس کا عقیدہ ہے) یہ لکھدیا۔ کہ "نامحرم عورت سے مصافحہ کرنا مذہب اسلام کا حصہ نہیں" تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ تمام لوگ سر تسلیم خم کر دیں۔ کیونکہ نئے انسائیکلوپیڈیا میں ایک فاضل محقق یہ بات لکھتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ہمارا حق ہوگا۔ کہ ہم اس کے خلاف آواز اُٹھائیں۔ کیونکہ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے مخالف ہے۔

آخر میں میں پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ ایک مضمون احمدیہ موومنٹ اور حضرت احمدؐ نبی اللہ۔ اس کے مقدس بانی کے متعلق نئے برٹانیکا میں اگر پہلے درج نہیں ہؤا ہو تو اب ضرور درج فرمائیں۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی یا حضور کے نائب مقیم لنڈن سے درخواست کریں کہ وہ ایک مضمون "احمدیت یا حقیقی اسلام" پر رقم فرما کر ارسال فرمائیں۔ تاکہ آپ کا یہ دعوےٰ کہ ہم نے ہر طبقہ کی آراء کو ان کے ذمہ دار اشخاص کے ذریعے "نئے برٹانیکا میں درج کیا ہے۔ عمدگی کے ساتھ قائم رہ سکے۔

آپ کا خیر خواہ۔ محمد شاہ نواز احمدی۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔

اس چٹھی کا حسب ذیل جواب موصول ہؤا۔

بخدمت جناب ایم۔ ایس۔ نواز احمدی ایم۔ بی۔ بی ایس بمعرفت امام مسجد لنڈن۔

پیارے جناب :۔

ہم آپ کے ۱۷۔ جون کے خط کے بہت ممنون ہیں۔ جو آپ نے کاکامری یوگنڈا سے لکھا تھا۔ نیز آپ نے ہمارے کام کے متعلق جو قابل قدر ریمارکز کئے ہیں۔ ان کے بھی ہم ممنون ہیں۔

ہم نہایت مسرت کے ساتھ آپ کو اس بات کا یقین دلانے کے قابل اپنے آپ کو پاتے ہیں۔ کہ قریباً سب کی سب وہ اصلاحات اور سفارشات جو آپ نے پیش کی ہیں۔ اس نئی چودھویں ایڈیشن کی تیاری کی ابتدا سے ہی ہمارے مدنظر تھیں۔ جن کے لئے مناسب انتظام کیا گیا تھا۔ اور اب ان پر عمل بھی ہو چکا ہے۔ مثلاً تمام کی تمام چوبیس جلدوں میں لفظ "محمڈن ازم" اور "محمڈن" کی بجائے ہم نے "اسلام" اور "مسلم" کے الفاظ رکھے ہیں۔

"احمدیہ موومنٹ" اور اس کے (مقدس) بانی کے متعلق جو مضمون ہے۔ وہ سر ٹامس آرنلڈ (صاحب) نے خود لکھا ہے۔ مگر ساتھ ہی لفظ "احمدیہ" کے نیچے فٹ نوٹ دے کر ہم نے وہاں "احمدیہ موومنٹ" کا حوالہ دے دیا ہے۔ کہ اس سلسلے کا حال اسلام کے مضمون میں پڑھو۔ پس اس احتیاط کی وجہ سے اس مضمون کے نظر انداز ہونے کا اندیشہ نہیں۔

گو ہم یقینی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے۔ آیا سر ٹامس آرنلڈ نے اس مضمون کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ) یا امام مسجد لنڈن سے مشورہ کیا یا نہیں۔ مگر ہمیں یہ یقین ہے کہ انہوں نے اپنے مضمون کی صحت یقین کے مقام تک پہنچانے میں کوئی ضروری احتیاط ہاتھ سے جانے نہ دی ہوگی۔

ہمارے دیگر تمام مضامین کی طرح عربی لٹریچر والا مضمون بھی صرف اعلیٰ قابلیت رکھنے والی اتھارٹیوں کے سپرد کیا گیا تھا جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔ سر چارلس جیمز لائل جو صوبجات متوسط کے چیف کمشنر رہ چکے ہیں۔ اور زمانہ جاہلیت کی عربی نظم وغیرہ کے ترجمہ کے مصنف بھی ہیں۔ تھیوڈور نالڈیک سابق پروفیسر السنہ شرقیہ بمقام سٹراس برگ۔ ایچ۔ اے۔ آر گب۔ جو لنڈن یونیورسٹی کے مطالعہ علوم شرقیہ کے سکول میں لیکچرار ہیں۔ اور مائیکل جان۔ ڈی۔ گوج۔ جو کہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی پہلی تین جلدوں کے ایڈیٹر اور لیڈن کے سابق پروفیسر آف عربی ہیں۔

ہمیں امید ہے۔ کہ یہ معلومات آپ کو اس امر کے متعلق مطمئن کر دیں گی۔ کہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے اسلامی حصہ کے متعلق ہر قسم کی احتیاط کی گئی ہے۔

آپ کا تابعدار۔ ڈبلیو۔ ایچ۔ فرنیکس۔

منیجر انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کمپنی لمیٹڈ

کمپنی کا مکمل پتہ نیچے درج کر دیا ہے۔ جو دوست علوم عصریہ کی یہ کتب منگانا چاہیں۔ وہ براہ راست خط و کتابت فرمائیں۔

The Encyclopeadia Britannica
Co Ltd. Imperial House. 80-86
Regent Street London
W.L. England

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کا تبلیغی جلسہ

منعقدہ ۲۶ تا ۳۰ر اکتوبر ۱۹۲۹ء

خدا تعالیٰ کا بے حد شکر و احسان ہے۔ جس نے امسال پھر محض اپنے فضل کے ماتحت جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ کو سالانہ تبلیغی جلسہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

یہ جلسہ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۲۹ء بروز جمعۃ ۲ بجے بعد دوپہر سے شروع ہوا اور مورخہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۲۹ء مغرب کے وقت اختتام کو پہنچا۔

وفات مسیح پر تقریر

پہلے روز مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل کی تقریر وفات مسیح ناصری علیہ السلام پر ہوئی۔ جس میں آپ نے نہایت وضاحت کے ساتھ عالمانہ رنگ میں آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے ثابت کیا۔ کہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام جملہ انبیاء کرام کی طرح وفات پا گئے ہیں اور حیات مسیح کا عقیدہ مسلمانوں میں نصاریٰ سے آیا۔

کسر صلیب پر تقریر

دوسری تقریر مولوی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل عربی ٹیچر اسلامیہ ہائی سکول لائلپور کی کسر صلیب کے موضوع پر ہوئی۔ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کا منجملہ اور کاموں کے یہ ایک عظیم الشان کام بتایا۔ اور عالمانہ رنگ میں دلکش اور مؤثر پیرایہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت کیا۔ کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام نے کسر صلیب کس طرح کی۔ آپ نے تمام تقریر میں شروع سے لیکر اخیر تک ہر ایک بات ثابت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اسے منسوب کیا۔

ختم نبوت پر مناظرہ

دوسرے روز یعنی ۲۷ر اکتوبر ۱۹۲۹ء کی صبح کو ایک لمبی خط و کتابت کے مطابق جو ہمارے اور شیخ مولا بخش صاحب بوٹ مرچنٹ غیر مبائع کے درمیان عرصہ پانچ ماہ سے ہو رہی تھی مسئلہ ختم نبوت کی حقیقت پر مناظرہ شروع ہوا۔ ہماری جانب سے مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل اور فریق ثانی کی طرف سے میر مدثر شاہ صاحب مناظر تھے۔ پہلی تقریر مدعی کی حیثیت میں جناب مولوی اللہ دتا صاحب فاضل نے فرمائی۔ جس میں ۹ آیات قرآنیہ اثبات اجرائے نبوت میں معہ استدلال و معانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام بطور دلائل پیش کیں۔ جن میں سے کسی ایک کو بھی میر مدثر شاہ صاحب نے مطلقاً نہ چھوا۔ اور چھوتے بھی کس طرح جبکہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خود ان آیات سے امکان نبوت کو ثابت کیا ہے۔

میر مدثر شاہ صاحب نے جب دیکھا۔ کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں جو مولوی اللہ دتا صاحب کے دلائل قاطعہ کو توڑ سکے۔ تو انہوں نے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ کہ اپنا پہلو بدلیں۔

اور اصل موضوع کو چھوڑ کر دوسرے موضوع کی طرف آئیں

نبوت مسیح موعودؑ

چنانچہ مسئلہ ختم نبوت سے جو کہ اصل میں زیر بحث فریقین تھا۔ اور پانچ ماہ کی خط و کتابت سے فریقین میں طے پا چکا تھا۔ پہلو تہی کر کے نبوت حضرت مسیح موعودؑ پر بحث شروع کر دی۔ باوجود اس کے کہ ہماری طرف سے "جماعت احمدیہ تبلیغی ہفتہ" کے عنوان سے جو اشتہار شائع ہوا تھا۔ اس میں غلطی سے یہ شائع ہو گیا تھا۔ کہ لاہوری پارٹی سے نبوت حضرت مرزا صاحب پر مناظرہ ہوگا۔ تو اس پر شیخ مولا بخش صاحب نے لکھا۔ آپ کا اشتہار جو جابجا لگایا گیا۔ میں نے پڑھا۔ میں نہایت متعجب ہوا کہ اس میں واقعات صریح کے برخلاف لکھا ہوا ہے کہ ہماری جماعت اور آپ کے درمیان برائے مناظرہ نبوت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) پر خط و کتابت ہو رہی ہے۔ جو ایک ظلم عظیم ہے۔ اگر یہ دانستہ لکھا گیا ہے۔ تو بالکل غلط ہے۔ اور اگر کاتب کی غلطی ہے۔ تو غالباً قابل معافی ہوگا۔ بہر حال اس کی اصلاح فوری نہایت ضروری ہے۔ اور آپ خود ایک اشتہار دے کر اس دھوکے سے پبلک کو بچا لیں۔ (چٹھی مورخہ ۲۵/۹/۲۹)

چنانچہ ہماری طرف سے فوراً ایک چھوٹا سا اشتہار بعنوان غلطی کا ازالہ شائع ہوا۔ لیکن دروغ گورا حافظہ نہ باشد یا تو ان کو اپنا لکھا ہوا یاد نہ رہا۔ یا پھر انہوں نے اپنی کمزوری محسوس کرتے ہوئے اصل مضمون کو ترک کر کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی نبوت کے متعلق مناظرہ شروع کر دیا۔ مگر ہم نے اس بات کی مطلقاً پرواہ نہ کرتے ہوئے کہ اصل مسئلہ زیر بحث ختم نبوت ہے۔ نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بحث شروع کر دی۔ تا پبلک کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ یہ لوگ کتنے پانی میں ہیں۔ مگر جب انہوں نے دیکھا۔ اس طرح بھی پیچھا نہیں چھوٹتا۔ تو ایک اور چال چلی۔ اور وہ یہ کہ ایک ٹریکٹ بعنوان "اظہار عقائد قادیانیہ" تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جس سے ہل چل مچ گئی۔ اور اس طرح انہوں نے اپنی علمیت۔ قابلیت اور حقانیت کا مظاہرہ کیا۔

مسئلہ کفر و اسلام

پھر اسی پر اکتفاء نہ کیا۔ بلکہ لوگوں میں ہماری طرف سے نفرت پیدا کرنے کی خاطر ہمارے خلاف اشتعال دلانے کے لئے یہ کیا۔ کہ ایک غیر احمدی صاحب کو جو قریباً انہی کا ہم خیال ہے مخفی طور پر کہا کہ ہمیں کفر و اسلام پر مناظرہ کرنے پر آمادہ کرے چنانچہ جب پروگرام کا پہلا حصہ گذر گیا۔ تو صاحب مذکور نے کھڑے

ہدایات برائے موصیان

(۱) زر وصیت حصہ آمد ماہوار آنا چاہیے۔ اگر یہ چندہ وصیت حصہ آمد تین ماہ لگاتار داخل خزانہ صدر نہ ہو۔ تو مجلس کارپرداز کا دفتر بہشتی مقبرہ کو حکم ہے۔ کہ ایسے موصیوں کے نام نوٹس جاری کئے جائیں۔

(۲) زر وصیت ارسال کرتے وقت وصیت کا نمبر اور یہ کہ رقم مرسلہ فلاں ماہ کی آمد کا حصہ ہے۔ درج کرنا چاہیے۔

(۳) زر وصیت ارسال کرتے وقت تفصیل ساتھ دینی چاہیے۔ حصہ آمد۔ حصہ جائداد۔ شرط اول۔ محصلات۔

(۴) کل روپیہ جو وصیت کے متعلق ہو۔ وہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں آنا چاہیے۔ مگر ہر ایک قسم کی خط و کتابت دفتر بہشتی مقبرہ سے ہونی چاہیے

(۵) اگر کسی موصی کی آمدنی بڑھ جائے۔ یا کم ہو جائے۔ تو اس کی اطلاع بھی اسی وقت دفتر بہشتی مقبرہ میں دینی چاہیے۔

(۶) جس جائداد کا وصیت میں ذکر کیا جائے۔ اگر اس جائداد میں کسی قسم کا تغیر و تبدل ہو جائے۔ تو اسکی اطلاع بھی دفتر ہذا میں آنی چاہیے۔

(۷) جب کوئی موصی کسی جگہ سے تبدیل ہو کر دوسری جگہ جائے۔ تو اسکی اطلاع دفتر مقبرہ بہشتی میں دی جائے۔ [illegible]

...کہا- کہ ہم نبوت مرزا صاحب کے متعلق کچھ نہیں سننا چاہتے۔ ...کفر و اسلام کے متعلق ہم چاہتے ہیں- کہ مناظرہ ہو- غیر مبایعین ...معہ اپنے صدر کے متفقہ طور پر باواز بلند ضرور ضرور کہکر شور مچا ...اور یحوش الیبا کہتے- جبکہ تحریک انہی کی طرف سے تھی- مگر سید ...السلام صاحب امیر جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ نے جو کہ ...کی طرف سے صدر تھے- فرمایا- اگرچہ فریقین میں یہی طے ہوا ...کہ مسئلہ ختم نبوت کے متعلق مناظرہ ہو- مگر کچھ مضائقہ نہیں ...طرف فریق ثانی چلے گا- اسی طرف ہم اس کا تعاقب کرینگے- ...تو بحث ختم نبوت پر شروع ہوئی تھی- جب ان سے کچھ بن نہ ...تو بوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بحث شروع کر دی- ...نے اسے منظور کر لیا- اب اگر وہ کفر و اسلام پر بحث کریں گے- ...ہم بھی اسی پر بحث کرینگے- چنانچہ اس طرح بحث کا پہلا وقت ختم ہوا-

جب پروگرام کا دوسرا حصہ شروع ہوا- تو جناب امیر صاحب ...جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ سے جو اس وقت بحیثیت صدر تھے ...صاحب نے دریافت کیا- کیا آپ اس وقت مسئلہ کفر و اسلام ...گفتگو کرنے کے لئے تیار ہیں- جناب امیر صاحب نے فرمایا- ہاں ...بالکل تیار ہیں- بشرطیکہ شیخ مولا بخش صاحب تسلیم کر لیں- اور ...لکھ دیں- کہ مسئلہ ختم نبوت کو وہ ادھورا چھوڑتے ہیں- شیخ صاحب ...پہلے تو یہ بات تسلیم کرنے سے بھی ہچکچائے- لیکن بعد میں صاف ...طور سے اعلان کیا- کہ ہم اس مسئلہ کو ادھورا ہی چھوڑتے ہیں- ...اس بات کو تحریر میں لانے کے لئے تیار نہ ہوئے- اور کہنے لگے- ...آپ کے صدر کی اجازت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی تقریر ...اسے بھی شامل کر لیں گے- اور نبوت حضرت مرزا صاحب ...یہ سلسلہ گفتگو شروع ہوا- جناب مولوی اللہ دتا صاحب نے ...۹ آیات قرآنیہ اور استدلال کی طرف توجہ دلائی- لیکن ...بر امیر مدثر شاہ صاحب کوئی جواب نہ دے سکے- پھر علاوہ ان آیات ...مولوی صاحب نے بار بار حدیث انا سید المرسلین من ...الاولین والاخرین اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ...کے الہامات کے متعلق دریافت کیا- کہ میر صاحب بتائیں- ان کا کیا ...مطلب لیتے ہیں- مگر انہوں نے بالکل جواب نہ دیا-

غیر مبایعین کا فرار

اگرچہ آخری تقریر ان کی تھی- مگر آدھ گھنٹہ پہلے ہی جلسہ کو ...بند کرنا چاہا- اور آخری تقریر سے پہلی تقریر میں مسئلہ کفر و اسلام ...کو بیان کر کے جلسہ کو ختم کرنا چاہا- چونکہ یہ سراسر پر فساد چال تھی اس لئے ہم نے- اپنی آخری باری کی تقریر شروع کر دی- غیر مبایعین سٹیج چھوڑ کر ایک طرف ہو کر باہمی گفتگو کرنے لگ گئے- تاکہ شور مچ جائے- اور لوگ ہماری تقریر نہ سن سکیں ان کی اس حرکت کو دیکھکر ہمارے ایک بھائی نے بلند آواز سے کہا- آپ نے مناظرہ کی آخری باریوں کو یہ کہہ کر چھوڑا تھا- کہ نماز مغرب کا وقت ہو گیا ہے- مگر اب جلسہ گاہ سے جاتے بھی نہیں اور شور مچا رہے ہیں تاکہ لوگ ہماری تقریر نہ سن سکیں مہربانی فرما کر یا تو تشریف لے جایئے- یا پھر مناظر کیجئے- اس پر وہ چلے گئے

بہرحال کافی تعداد سامعین میں کفر و اسلام کا مسئلہ نہایت عمدگی سے پیش کیا گیا- جب تک ہمارے علمائے کرام سیالکوٹ میں رہے غیر مبایعین کو جرأت نہ ہوئی- کہ مناظرہ کا نام لیں- لیکن جب دیکھا کہ ہمارے علماء واپس چلے گئے ہیں- تو اعلان کر دیا- کہ میر مدثر شاہ صاحب کفر و اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر تقریر کریں گے- جب لیکچر کے وقت ہمارے بعض اصحاب نے دریافت کیا- کہ ہمیں لیکچر کے خاتمہ پر وقت دیا جائے گا- یا نہیں- تو لیکچرار صاحب نے جواب دیا- آپ کو وقت نہیں دیا جائے گا- اپنے علماء لائیں ×

دیگر لیکچر

۲۷- اکتوبر بعد نماز مغرب ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم گجراتی کا لیکچر قرآن کریم اور وید پر ہؤا- جس میں ملک صاحب نے ثابت کیا- کہ قرآن کریم ہی عالمگیر اور قابل عمل الہامی کتاب ہے ×

حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے

۲۸- اکتوبر بعد دوپہر جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں پر لیکچر ہؤا ×

حنفیوں سے مناظرہ

بعد نماز مغرب جماعت حنفیہ سے ختم نبوت پر مناظرہ ہؤا- فریق مخالف کی طرف سے مولوی محمد شاہ صاحب اور ہماری طرف سے مولوی اللہ دتا صاحب مناظر تھے- اس میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے نمایاں کامیابی ہوئی ×

۲۹- اکتوبر بعد نماز مغرب مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی نے "حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات" پر عالمانہ تقریر فرمائی- آخری دن یعنی ۳۰- اکتوبر کو مولوی اللہ دتا صاحب کا لیکچر "کفارہ مسیح ناصری" پر ہؤا- روزانہ ہر تقریر کے خاتمہ پر مخالفین نفس مضمون کے متعلق سوالات یا اعتراضات کرتے- اور ان کے جوابات دئے جاتے ×

اس طرح خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہمارا ۱۹۲۹ء کا تبلیغی ہفتہ بخیر و خوبی ختم ہؤا ×

خاکسار محمد بشیر سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ شہر سیالکوٹ

جلسہ سالانہ انجمن احمدیہ سنور

۶- نومبر- ۳- بجے سے ۶ بجے شام تک مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل نے "اتحاد" پر تقریر فرمائی- جس میں موجودہ مصائب اور مشکلات بتلا کر مسلمانوں سے پُرزور الفاظ میں باہمی اتحاد کے لئے اپیل کی- رات کو ساڑھے آٹھ بجے سے ½۹ بجے تک مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل نے "حضرت نبی کریم صلعم کے احسانات" پر تقریر فرمائی- پھر مولوی غلام احمد صاحب نے اسی موضوع پر دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کیا- کہ دنیا کا ذرہ ذرہ حضرت رسول کریم صلعم کا ممنون احسان ہے- آپ کی تقریر ۱۱- بجے تک جاری رہی ×

۷- نومبر- چوہدری مہدی حسن خانصاحب امیر جماعت احمدیہ سنور کے مکان پر جلسہ منعقد ہؤا- جس میں پہلے مولوی محمد صادق صاحب نے وفات مسیح پر تقریر کی- جس میں قرآن شریف احادیث صحیحہ اجماع صحابہ- اقوال آئمہ سے عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ثبوت دیا- ان کے بعد مولوی غلام احمد صاحب نے تقریر فرمائی- اور بتایا- کہ حیات مسیح کے عقیدہ کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے- آپ نے مسلمانوں کو پُرجوش الفاظ میں غیرت دلائی- کہ جس عقیدہ سے اسلام اور بانیٔ اسلام اور اللہ تعالےٰ کی ہتک ہوتی ہو- اسے ترک کر دینا چاہیئے ×

بعد نماز ظہر مولوی غلام احمد صاحب نے "صداقت مسیح موعودؑ" پر ایک موثر تقریر فرمائی- دلائل عقلیہ و نقلیہ- ضرورت زمانہ- مخالف علماء کی تحریرات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی صداقت کا ثبوت پیش کیا- پھر رات کو ۸ بجے سے ۱۱- بجے تک مولوی صاحب نے محمد یعقوب سنوری کی کتاب "عشرہ کاملہ" کا دندان شکن جواب دیا- اور اس کے دجل کو طشت از بام کر دیا- اس کے بعد "حقوق نسواں" پر ایک جامع تقریر فرمائی- جس میں عورتوں کے وُہ تمام حقوق بیان فرمائے- جو اسلام نے عطا کئے ہیں ×

۸- نومبر خطبہ جمعہ میں مولوی غلام احمد صاحب نے جماعت کو نصائح کیں- اور نیک نمونہ بننے کی تاکید کی- ۲ سے ۴ بجے تک مولوی محمد صادق صاحب نے "صداقت اسلام" پر تقریر کی ×

مولوی غلام احمد صاحب نے تربیت جماعت پر تقریر فرمائی- جس میں آپ نے نمازوں میں باقاعدگی- ادائیگی چندہ- اجرائے درس قرآن کریم و کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہمی اتفاق اغیار کے ساتھ دنیاوی معاملات میں تعاون پر زور دیا- اور جلسہ ۱۱- بجے دعا پر ختم ہؤا ×

(رپورٹر)

خاندیس میں تبلیغ احمدیت

خاکسار تقریباً چار ماہ سے علاقہ خاندیس میں ہے- اور تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے- دو احباب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں- جن کے نام امیر خان صاحب و وزیر خان صاحب ہیں- یہ پُرجوش اور بارسوخ احباب ہیں بڑی خوشی کا مقام ہے- کہ خدا تعالےٰ نے علاقہ خاندیس میں بھی احمدیت کا بیج بو دیا-

تمام احمدی احباب دعا فرمائیں- کہ خدا تعالےٰ جلدی علاقہ خاندیس میں احمدیت پھیلائے-

خاکسار

سید نعمت علی شاہ مہدی تعلقہ ساکری

اہم ملکی واقعات

ہندوستانی مسائل کے متعلق دارالعوام میں بحث

لائڈ جارج کی تقریر

دارالعوام میں ۷ر نومبر کی تاریخ ہندوستانی مسائل پر بحث و تمحیص کے لئے مقرر تھی۔ اس دن لبرل لیڈر مسٹر لائڈ جارج نے تقریر کی۔ اور کہا۔ سائمن کمیشن ایک قومی کمیشن ہے جس نے ہندوستان کے حالات و واقعات کے متعلق کامل واقفیت حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ ہندوستان کے آئینی نظام کے متعلق اظہار رائے کا حق قانوناً صرف کمیشن کو ہی ہے۔ اور اسے پارلیمنٹ کی مقرر کردہ آئینی جماعت ہونے کی وجہ سے وزیر ہند۔ حکومت۔ اور وائسرائے سے زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔ اس کی رپورٹ سے قبل ایسا اعلان کرنا جس سے ہندوستان میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ حکومت بہت جلد ہندوستان کو کامل درجہ نو آبادیات دینا چاہتی ہے۔ بالکل غیر آئینی کارروائی ہے جس نے ہندوستان کے متعلق قوم میں اختلاف رائے پیدا کر دیا ہے۔ اگر وزیر ہند غیر مبہم الفاظ میں اعلان کر دینگے کہ وائسرائے کے اعلان کا جو مفہوم ہندوستانی رہنماؤں نے سمجھا وہ نادرست ہے۔ تو بہتر ہوگا۔ وگرنہ یہی غیر دانشمندانہ اعلان ہندوستان کی تباہی کا موجب ہو جائے گا۔ گول میز کانفرنس میں حکومت پر بد عہدی اور بد دیانتی کا الزام لگایا جائے گا۔ وزیر ہند کو چاہئے کہ یہ امر واضح کر دیں کہ ہم ہر اس وعدے پر قائم ہیں جو ملک معظم کے نام پر کیا گیا ہے +

وزیر ہند کا جواب

اس کے جواب میں وزیر ہند نے جو تقریر کی اس میں وائسرائے کی پوزیشن کے متعلق کہا۔ کہ انہوں نے اس طرز عمل سے ہندوستانیوں کے دلوں میں عزت و محبت کا وہ درجہ حاصل کر لیا ہے جس سے وہ ہماری سلطنت کے حقیقی ستون کہلا سکتے ہیں۔ اسی طرح کمیشن کی خدمات بھی نہایت ہی قابل قدر ہیں۔ تمام اعتراضات کا جواب حکومت کی طرف سے صرف یہ ہے کہ وائسرائے کا اعلان مانٹیگو کی حکمت عملی کا اعادہ اور اسکی صحیح تفسیر ہے۔ لارڈ ارون کے اعلان کا مفہوم وہی ہے جو مانٹیگو سکیم کا مفہوم ہے۔ اس میں قطعاً کوئی کمی بیشی نہیں کی گئی۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں۔ اسی کو سامنے رکھ کر کر رہے ہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ ایسا اعلان کیوں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ لارڈ ارون نے اس حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ کہ ہندوستان میں مانٹیگو حکمت عملی کے متعلق برطانیہ کی نیت پر شک و شبہ کیا جا رہا ہے۔ اس لئے اس شک کی حالت کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ حکمت عملی کے متعلق واضح الفاظ میں اعلان کر دیا جائے۔ نیز اس لئے بھی حکمت عملی کی وضاحت ضروری ہے کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ شائع ہونے سے قبل فضا کا صاف ہو جانا اور تعاونی ہندوستانیوں کے دلوں سے شک و شبہات کا نکل جانا ضروری ہے۔ چونکہ حکومت کے نزدیک وائسرائے کی پیش کردہ وجوہ معقول تھیں۔ اس لئے ایسا اعلان کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس اعلان سے قبل ہندوستان کی فضا روز بروز بد سے بدتر ہو رہی تھی۔ لیکن اب رائٹر کے پیغامات مظہر ہیں کہ ہندوستانی مطمئن ہو گئے ہیں۔ اور عوام اور حکومت کے درمیان اعتماد کے جذبات بحال ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ کامل آزادی کے خیال کو جو کانگریسی حلقوں میں زور پکڑ رہا تھا ضعف پہنچا ہے۔ سائمن کمیشن اور مرکزی کمیٹی کی رودادیں شائع ہونے کے بعد ملک معظم کی حکومت اور حکومت ہند کے درمیان مشاورت کے بعد مجوزہ کانفرنس منعقد ہوگی +

سر سائمن کی تقریر

سر جان سائمن نے کہا کمیشن پوری طرح اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہے۔ کوئی اعلان یا بیان اس کے فرائض پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ پارلیمنٹ اس کے کام میں کوئی دخل اندازی نہ کرے۔ ممبروں میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور وہ برطانیہ اور ہندوستان دونوں کی صدق دل سے خدمت کرنا چاہتے ہیں +

وزیر اعظم کا بیان

مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیر اعظم نے کہا۔ سنہ ۱۹۱۹ء کے بعد پروپیگنڈا شروع کیا گیا تھا۔ کہ حکومت برطانیہ اپنے مواعید سے انحراف کر چکی ہے جس سے فضا خراب ہو رہی تھی۔ اور اسے صاف کرنے کے لئے ایسے اعلان کی اشد ضرورت تھی +

ساردا ایکٹ کے متعلق مسلمانوں کا وفد

وفد کا بیان

۹ر نومبر سنہ ۱۹۲۹ء مسلمانوں کا ایک ڈیپوٹیشن مولوی محمد علی صاحب کی قیادت میں وائسرائے کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے ۳۰ صفحات کا ایک بیان پیش کیا۔ اور درخواست کی۔ کہ مسلمانوں کو ساردا ایکٹ سے مستثنٰے کیا جائے۔ کیونکہ اس کے نفاذ کی صورت میں اسکی آڑ لیکر دیگر اسلامی قوانین کو تاراج کرنے کی کوشش کیجائے گی۔ مسلمان اپنے مجلسی قوانین میں مداخلت برداشت نہیں کر سکتے۔ نیز معاہدہ لکھنؤ اور اس کی شرائط کا حوالہ دیکر یہ ثابت کیا گیا۔ کہ مجالس واضع قوانین کو کسی فرقہ کے مذہبی یا مجلسی قوانین میں مداخلت کا حق نہیں۔ اور مسلمان ایسے قانون کی خلاف ورزی سے ہرگز پس و پیش نہیں کرینگے۔ جو انہیں ان کی مذہبی آزادی سے محروم کر دے۔ آپ نے صلح و آشتی کا ایک نیا دور پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ ملک کی بدنصیبی ہوگی۔ اگر ایسے وقت میں مسلمان اس قانون کے خلاف جنگ کرنے پر مجبور کئے جائیں۔ شاردا ایکٹ کمسنی کی شادی کو تو ممنوع قرار دیتا ہے لیکن بدکاری کے لئے اس کے اندر کوئی دفعات نہیں۔

وائسرائے کا جواب

اس وفد کے جواب میں وائسرائے نے کہا۔ بیشک بہت سے ایسے مذہبی اور دینی مسائل ہیں۔ جن میں سول قوانین کی مداخلت مناسب نہیں۔ تاوقتیکہ خود ملت متعلقہ اس کے لئے رضامند نہ ہو لیکن مذہب اور تمدن دو مختلف مسائل ہیں۔ اور جدید دور کی کسی حکومت کے لئے یہ قطعاً ناممکن ہے کہ وہ ایسے مسائل سے اپنے آپ کو بے تعلق رکھ سکے۔ کیونکہ اس قسم کے مسائل تمامتر تمدن سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس وجہ سے حکومت کو ان سے گہرا تعلق رکھنا پڑتا ہے۔ مگر اس کے متعلق جب کوئی قانون بنا دیا جاتا ہے۔ تو صرف سول نقطہ نگاہ سے بنایا جاتا ہے۔ آپ نے لارڈ گوشن قائم مقام وائسرائے کے طرز عمل کی تائید کی۔ اور کہا۔ مسلمان بحیثیت قوم صغر سنی کی شادی کی تائید نہیں کر سکتے۔ آپ نے کہا میں اعتراف کرتا ہوں۔ کہ وفد اس امر کی ضمانت چاہتا ہے کہ مذہب اور پرسنل لاء (شخصی آئین) کی آزادی سول قوانین کے ذریعہ سلب نہیں کی جائے گی۔ اس لئے میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ قوانین کے مسودات پیش ہونے کی منظوری دینے سے قبل میں وفد کے جذبات کا پورا لحاظ رکھا کرونگا اور اب چونکہ ہندوستان کا آئندہ دستور اساسی زیر بحث ہے اس لئے میں ان لوگوں کو جو اس دستور کا خاکہ تیار کر رہے ہیں۔ یا آئندہ کریں گے۔ وفد کے خیالات و جذبات سے پوری طرح واقف کر دینا اپنا فرض سمجھوں گا +

لائلپور میں زمینداروں کا ہفتہ

محکمہ اطلاعات پنجاب کا اعلان مظہر ہے

اس سال لائلپور میں "زمینداروں کا ہفتہ" مورخہ ۹ر دسمبر سے ۱۴ر دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء تک منایا جائیگا۔ اس تقریب سے یہ مقصود ہے کہ زمینداروں کو زراعتی انسٹی ٹیوٹ اسکی لیبوریٹریاں (دار التجارب) انجینیرنگ ورکشاپ اور فارم وغیرہ دکھائے جائیں۔ اسکے ساتھ ہی عام فہم لکچروں اور نمائشی تجربوں کا انتظام کیا جائے گا۔ اصل غرض یہ ہے کہ جو لوگ خود کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں وہ محکمہ زراعت کے کام سے بخوبی واقف ہو جائیں۔ زمینداروں کو اس ہفتہ کے دوران میں یہ موقعہ ملیگا

وصیتیں

نمبر ۲۹۹۵:- میں مبارکہ بیگم زوجہ ماسٹر عبد السلام صاحب بھٹی قوم راجپوت عمر ۲۰ سال ساکن قادیان ضلع گورداسپور حال ساکن نیروبی۔ کینیا کالونی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ ر دسمبر ۱۹۲۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:- (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) میری جائداد زیورات قیمتی ۴۰۰ شلنگ اور مہر ۳۰۰ شلنگ ہے۔ (۳) اگر میں اپنی زندگی میں جائداد وصیت کردہ کی قیمت میں سے کوئی روپیہ بمد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو وہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد موصیہ مبارکہ بیگم بقلم خود
گواہ شد:- عبد السلام بھٹی ٹیچر گورنمنٹ سکول نیروبی (کینیا) خاوند موصیہ۔ گواہ شد:- عبد الرحیم بھٹی والد عبد السلام بھٹی۔

نمبر ۳۰۹۵:- میں قاسم بی بی زوجہ محمد سعید قوم راجپوت پیشہ دکانداری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن رحیم پور کھچیاں ڈاکخانہ کھرڑ تحصیل و ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴ ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ زیور قیمتی ۵۷ روپیہ مہر ۱۱۰ روپیہ اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھدیتی ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے بعد کوئی مزید جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی رقم بمد وصیت حصہ جائداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔

العبد:- قاسم بی بی زوجہ محمد سعید
گواہ شد۔ محمد سعید بقلم خود
گواہ شد۔ غلام محمد ساکن سیالکوٹ۔
بقلم محمد حسین سکرٹری وصایا

نمبر ۳۰۹۲:- میں امت الحمید بیگم زوجہ میاں احمد جان قوم ارائیں عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ ر اگست ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ (۲) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی ۱۸ تولہ۔ زیور نقرئی ۳۵ تولہ۔ حق مہر پانچ صد روپیہ

العبد۔ امت الحمید بیگم
گواہ شد۔ احمد جان عفی عنہ خاوند موصیہ
گواہ شد۔ اصغر خان احمدی۔

نمبر ۳۰۹۴:- میں علی محمد ولد بیتو قوم حجام پیشہ زراعت عمر ۳۰ سال بیعت ۲۷ ر رمضان ۱۳۳۹ھ ساکن گھسیٹ پور تحصیل ضلع ہوشیار پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۱۴ ر مئی ۱۹۲۹ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ششماہی آمد قریباً ۹۰ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:- علی محمد بقلم خود
گواہ شد:- فیض محمد ارائیں۔
گواہ شد:- صوبہ خان ڈوگر ؛

ہندوستان کی خبریں!

میرٹھ۔ ۱۲ ار نومبر۔ مقدمہ سازش میرٹھ میں استغاثہ کے کل گواہ تین سو بیس تھے۔ اور کل دو ہزار پانچ سو کاغذات بشہادت کے لئے پیش کئے گئے۔ اگر ضمنی نمبر بھی شامل کئے جائیں۔ تو ان کی تعداد تین ہزار تک پہونچ جاتی ہے۔ ہندوستان کے فوجداری مقدمات کی تاریخ میں اتنا بڑا استغاثہ آج تک دائر نہیں ہوا تھا۔ استغاثہ کو اپنا کام ختم کرنے پانچ ماہ صرف ہوئے۔

کلکتہ ۱۲ ار نومبر۔ قاسم بازار کے مہاراجہ سر منیدر چندر نندی تقریبًا ایک ماہ تک ملیریا میں مبتلا رہنے کے بعد آج صبح کلکتہ میں انتقال کر گئے۔ آپ نے بنگال میں تعلیم کی اشاعت کے لئے ایک کروڑ سے زیادہ روپیہ دیا۔ اور دیگر کاموں میں بھی فراخ دلی سے امداد بہم پہنچاتے رہے۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

آنرزان اردو ادیب فاضل کے امتحانات برائے سنہ ۱۹۳۰ء و ۱۹۳۱ء کے دوسرے پرچے کے لئے "افادات مہدی" کی جگہ مضامین شرر "جلد ۲ حصہ اول یعنی تاریخی وجغرافیائی مضامین" مطبوعہ سید مبارک علی شاہ گیلانی مالک گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور (قیمتی عہ) اختیاری نصاب مقرر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ "افادات مہدی" بازار سے ناپید ہو رہی ہے۔ (جائنٹ رجسٹرار یونیورسٹی پنجاب)

پشاور۔ ۱۶ ار نومبر۔ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ امان اللہ خان نے افغان ایجنٹ کابل سردار عبدالحکیم خان کو لکھا ہے کہ نادر خان کی بیعت کر کے کل روپیہ وغیرہ شاہ مذکور کے حوالے کر دے کیونکہ افغانستان کی فلاح اسی میں ہے۔ مگر سردار عبدالحکیم خان روپیہ دینے اور اطاعت کرنے پر تیار نہیں۔

پالگھاٹ۔ ۱۲ ار نومبر۔ مالابار اور تامل اضلاع سے کل یہاں ۱۵ ہزار برہمن "مہا اور جاپ" کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ ایک ہزار سے زیادہ کٹر برہمنوں نے وید منتروں کا اچارن کرتے ہوئے جاپ کیا۔ اس قسم کی مذہبی تقاریب صرف انہی مواقع پر ادا کی جاتی تھیں۔ جب یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ دھرم خطرہ میں ہے۔ اور اب شاردا ایکٹ بنائے جانے سے موجودہ وقت میں دھرم نہایت خطرہ میں سمجھا جاتا ہے شام کو ایک عظیم الشان پبلک جلسہ ہوا جس میں شاردا ایکٹ کے خلاف پروٹسٹ کیا گیا۔ صدر جلسہ نے حاضرین کو مشورہ دیا۔ کہ وہ اس ایکٹ کی نافرمانی کریں۔ اور جیل جائیں۔ اس طرح اپنے دھرم اور مذہب کی حفاظت کریں۔

کلکتہ۔ ۱۳ ار نومبر۔ صوبہ بنگال کے ناظم حفظان صحت ڈاکٹر بنٹلے نے ہوڑہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس صوبہ کی آبادی کا ستر یا اسّی فیصدی ملیریا میں مبتلا ہے۔

لاہور۔ ۱۳ ار نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ محکمہ ریلوے نے لاجپت رائے نگر (جہاں امسال ماہ دسمبر میں کانگریس کا سالانہ اجلاس منعقد ہوگا) میں ریلوے اسٹیشن بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

لاہور۔ ۱۳ ار نومبر۔ میو ہسپتال لاہور کی نرس وارڈ میں ایک مادر زاد عریان دیوانہ گھس گیا۔ اور ایک نرس کے بستر پر لیٹ کر خواب شیریں کے مزے لینے لگا۔ جب نرس آئی۔ اور بستر پر ننگا دیکھا۔ تو ڈر کر چیخنا شروع کر دیا۔ چپڑاسیوں نے مل کر دیوانے کو کپڑے پہنائے اور اسے باہر سڑک پر دھکیل دیا گیا۔ وہاں آ کر اس نے پھر کپڑے اتار دیئے۔

لکھنؤ ۱۳ ار نومبر۔ پنڈت موتی لال نہرو نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو اطلاع دی ہے۔ کہ جن رہنماؤں نے لیڈروں کے اس اعلان پر دستخط کئے تھے۔ جو دہلی سے وائسرائے کے اعلان کے جواب میں شایع کیا گیا تھا۔ ان کو برقی پیغامات کے ذریعہ دعوت بھیجی گئی ہے۔ کہ وہ ۱۸ ار نومبر تک الہ آباد میں پہنچ جائیں۔ کیونکہ اس وقت اس اعلان کے متعلق پارلیمنٹ کے گذشتہ مباحثہ کی روشنی میں مزید غور کیا جائیگا۔

گورداسپور۔ ۱۲ ار نومبر۔ ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے حکیم مکندی لال آریہ اپدیشک کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ موضع باہمنی میں داخل ہو کر تبلیغ نہیں کر سکتا۔

۱۴ ار نومبر بروز پنجشنبہ۔ صبح ہی سے علم الدین کے جنازہ کیلئے لوگ چوبرجی کے چاندماری کے وسیع میدان میں جمع ہونے لگے تھے۔ لاہور کی سڑکوں پر مسلمانوں کے اس اژدہام کثیر کا نظارہ جو آج چوبرجی کے میدان کی طرف جا رہا تھا۔ کبھی عیدین کے موقعہ پر بھی نظر نہ آیا تھا۔ مسلمان کسی قسم کے جوش وخروش کے اظہار کے بغیر میدان میں جمع ہو رہے تھے۔ حکومت نے بھی اس موقع کے لئے پولیس اور فوج کے زبردست انتظامات راستوں چوراہوں اور شہر کے اہم مقامات پر کر رکھے تھے۔ یہ انتظامات رات کے بارہ بجے سے شروع تھے۔ گورے پلٹنیں سول لائن اور شہر کے اہم مقامات پر بٹھا دی گئی تھیں۔ ڈاکخانہ اور تار گھر کے قریب مشین گنیں رکھی ہوئی تھیں۔ اور مسلح گاڑیاں بھی متعدد مقامات پر دیکھی گئیں۔ حفظ امن کی خاطر مزنگ۔ انار کلی۔ لوہاری دروازہ سے سید مٹھا تک سوتر منڈی۔ چوک متی۔ پاپڑ منڈی۔ چوک رنگ محل۔ بزاز ہٹہ۔ لنگے منڈی۔ ڈبی بازار۔ کشمیری بازار۔ پرانی کوتوالی۔ اور نئی کوتوالی میں پولیس کے دستوں کے علاوہ ہندو مسلمان معززین کی ڈیوٹیاں لگا دی گئیں تھیں۔ تاکہ مفسدہ پرداز شرارت نہ کرنے پائیں۔ لاہور کے دو مسلمان میونسپل کمشنر اور ایک مسلمان مجسٹریٹ علم الدین کی میت لانے کے لئے میانوالی گئے ہوئے تھے۔ کل انہوں نے قبر سے نعش نکالی۔ جس کو کسی قسم کی ایذا نہ پہونچی تھی۔ نہ اس میں تعفن پیدا ہوا تھا نہ بو پیدا ہوئی تھی۔ نعش کو نکال کر ایک صندوق میں بند کیا۔ اور میانوالی کے سٹیشن پر پہونچایا گیا۔ جہاں ایک سپیشل ٹرین میت کو لاہور لانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔ اسپیشل میں ایک ڈبہ فرسٹ کلاس کا ایک سیکنڈ کلاس کا اور دو ایک بوگیاں لگائی گئی تھیں۔ کل شام ساڑھے چار بجے سپیشل میانوالی سے روانہ ہوئی۔ اور راستہ میں کسی سٹیشن پر نہ ٹھیرتی ہوئی ایک بجکر چالیس منٹ پر لالہ موسیٰ سے گذری۔ علی الصبح ۵ بجکر ۵ ۲ منٹ پر لاہور چھاؤنی کے سٹیشن پر پہنچ گئی۔ اور سٹیشن سے ورے نہر کے پل پر جو سنٹرل جیل سے نزدیک ہے۔ کھڑی کر دی گئی۔ وہاں جیل کی دو لاریاں پہلے ہی سے کھڑی تھیں۔ اس مقام پر نعش سنٹرل جیل کے حکام کے حوالے کی گئی۔ جنہوں نے پونے سات بجے پونچھ ہاؤس کے سامنے وہ صندوق مسلمان معززین کے حوالے کر دیا۔ اور رسید لے لی۔ معززین میں سر محمد شفیع۔ سر محمد اقبال اور چند ایک میونسپل کمشنر تھے۔ وہاں سے میت سات بجے کے قریب جنازگاہ یعنی چوبرجی کے میدان میں لائی گئی۔ وہاں بھی عام مسلمانوں کے علاوہ مسلمان اکابر موجود تھے۔ دس بجے تک چاندماری کا وسیع میدان خلق خدا سے پر ہو گیا۔ نو بجے پہلی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ دوسری جماعتیں آتی رہیں۔ اس موقع پر مسلمانوں نے کسی قسم کا نعرہ نہیں لگایا۔ نہ کسی قسم کے جوش وخروش کا اظہار کیا۔ جنازہ گاہ میں جوں جوں اجتماع ہوتا جاتا تھا۔ لوگ خود بخود قطاریں بنا بنا کر بیٹھتے جاتے تھے۔ اور نماز جنازہ ادا کر کے کسی قسم کے جوش وخروش کے اظہار کے بغیر خود بخود منتشر ہو گئے۔ نماز جنازہ کے بعد بارہ بجے تک مسلسل ہزارہا مسلمان زیارت کے لئے جمع ہوتے رہے۔ اندازہ ہے۔ کہ کم سے کم چار لاکھ مسلمانوں نماز جنازہ میں شریک وشامل ہو بارہ بجے میت کو اٹھا کر مسلمان کلمہ پڑھتے ہوئے قبرستان میں لے گئے جہاں میت کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ میں شامل ہونے کے لئے بیرونجات کے مسلمان بہ تعداد کثیر شریک ہوئے ؛

ممالک غیر کی خبریں!

بوئنس ایرز۔ ۱۱ ار نومبر۔ مینڈوزا میں پریذیڈنٹ اری گوئن کا سیاسی دشمن ڈاکٹر کارلس بیناس اپنے ۵۰۰ ہم خیالوں کے سامنے تقریر کر رہا تھا۔ کہ کسی نے پیچھے سے اسے گولی مار دی۔ چنانچہ اسے فورًا ہسپتال لے گئے جہاں وہ مر گیا۔ اس حادثے کے بعد عام فائر ہونے لگے۔ جن سے متوفی کا چچیرا بھائی رادل لینسیناس اور پولیس کا اعلیٰ افسر خطرناک طور پر مجروح ہوئے۔ زبردست فوجی تدابیر سے کام لیکر بہت سے لوگ گرفتار کئے گئے۔ لیکن صرف پندرہ اشخاص حراست میں رکھے گئے ہیں۔

لنڈن۔ ۱۱ ار نومبر۔ آج دار العوام میں مسٹر فینر براکوے نے کہا۔ میری تجویز ہے۔ کہ وائسرائے کے اعلان کے بعد ہندوستان میں عام اعتماد حاصل کرنے کی غرض سے ان سیاسی قیدیوں کو عام معافی دی جائے۔ جو تشدد کے مجرم نہیں ہیں۔ مسٹر ویجوڈ بین وزیر ہند نے کہا مجھے افسوس ہے۔ کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔

لنڈن۔ ۱۱ ار نومبر۔ آج مسٹر ہنڈرسن نے سوالات کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا۔ "غالبًا میں کچھ عرصہ تک برطانی ہند کے باشندوں یعنی محمد نامر اور چندر بوس کے متعلق جنہیں حال ہی میں اطالیہ کے حکام نے گرفتار اور ملک بدر کر کے ہندوستان بھیجدیا تھا کوئی بیان نہیں دے سکوں گا۔"

لنڈن۔ ۱۲ ار نومبر۔ کل ساحل کے چاروں طرف جان بچانے والی کشتیاں ان بدنصیبوں کو بچانے میں معروف رہیں۔ جن پر نہایت ہولناک اور ہلاکت خیز طوفان باد و باراں کی مصیبت نازل ہوئی تھی طوفان سے ٹیلیفون کے تار ٹوٹ کر گر پڑے۔ چھتیں تباہ ہو گئیں۔ اور